بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 39

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

2 جمادی الثانی 1419 ہجری 24 تبوک 1377 ہش 24 ستمبر 98ء

لندن ۱۹ ستمبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور انور نے کل مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو امانتوں کا حق ادا کرتے ہوئے تقویٰ کی باریک راہیں اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

اللهم ايد امامنا بروح القدس وبارك لنا فى امره و عمره

حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہے

کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا کے کامل مامورین کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے کہ ان سے آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں ایسا ہی ہم اس جگہ ہزار ہزار شکر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ وہ تمام علامتیں اس بندۂ حضرت احدیت میں پوری ہوئیں۔ اس زمانہ میں پادریوں کا متعصب فرقہ جو سراسر حق پوشی کی راہ سے کہا کرتا تھا کہ گویا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا ان کو خدا تعالیٰ نے سخت شرمندہ کرنے والا جواب دیا اور کھلے کھلے نشان اس اپنے بندہ کی تائید میں ظاہر فرمائے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والا صفیاء اور سید المعصومین والا تقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولی شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں۔ تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ در حقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کیلئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے رُوحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا بدیہی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّ قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اس کا ایسے پُر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہش اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دیکر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اب ہمیں کوئی جواب دے کہ رُوئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کیلئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت داؤد کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے ہرگز نہیں کیا راجہ رام چندر یا راجہ کرشن کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پورانی عمارتیں ہزارہا برس سے

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ قادیان ۹۸ء

جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۵-۶-۷ / دسمبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ - اتوار - سوموار منعقد ہوگا۔ احباب جماعت اس بابرکت سفر کی تیاری شروع فرمائیں اور دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت فرمائے۔ (ادارہ)

آج کا دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننے کی کوشش کا دن ہے۔ ورنہ وہ فضل جو موسلادھار بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں ان کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۸ء کے دوسرے روز یکم اگست بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطاب کا خلاصہ

(نوٹ: یہ خلاصہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے (ادارہ بدر)

اسلام آباد، ٹلفورڈ (یکم اگست): آج جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۳ ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغ و تربیت اور خدمت خلق کے مختلف کاموں کی تفاصیل اور ان کے حیرت انگیز اثرات اور اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور نصرت و تائید کا نہایت ایمان افروز تذکرہ فرمایا۔

خطاب کے آغاز میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے حسب ذیل آیات قرآنی کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (سورۃ الصف آیات ۹، ۱۰)

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ وہ مشرک اسے کیسا ہی ناپسند کریں۔

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان — اداریہ — 24 ستمبر 1998

"وحدتِ ادیان" کا حقیقی مفہوم

(۲)

گزشتہ گفتگو میں ہم تحریک "وحدتِ ادیان" کا پس منظر بیان کر کے اس کی کچھ تفصیل اور ماہنامہ برہان کے مضمون کی اصلاح میں کسی قدر عرض کر چکے ہیں اب ہم بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کو تحریک "وحدتِ ادیان" سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں وحدت ادیان کا نقشہ تو خود قرآن مجید نے کھینچا ہے۔ اور دو طور پر وحدتِ ادیان کو پیش فرمایا ہے :-

ا- قرآن مجید نے پہلے تو جزوی طور پر وحدت ادیان کی تجویز رکھی ہے یعنی جب تک مختلف ادیان اپنے بعض اختلافات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں یقیناً بعض مقامات پر وہ متفق و متحد بھی ہیں۔

اس کی مثال پیش کرتے ہوئے قرآن مجید نے اہل کتاب یعنی یہود کو دعوت دی ہے کہ چونکہ مسلمان اور وہ ایک خدا کے ماننے میں اتفاق کرتے ہیں اسلئے کم از کم اس معاملے میں وحدت اختیار کر لیں۔ فرمایا

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْن

(ال عمران ۶۵)

یعنی تو کہہ دے اے اہل کتاب (کم سے کم) ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنایا کریں پھر اگر وہ پھر جائیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔

مذکورہ آیت سے صاف راہنمائی ملتی ہے کہ دو مذاہب آپسی اختلافات کے باوجود ان باتوں میں مشترکہ لائحہ عمل اپنا سکتے ہیں جن میں وہ اتفاق و اتحاد رکھتے ہیں۔

یہ تو ہے وحدت ادیان کا جزوی مفہوم

۲- لیکن کُلی طور پر وحدت ادیان اس طرح ممکن ہے کہ تمام مذاہب اسی ایک مذہب میں ضم ہو جائیں جو سب کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس امر کو حل کرنے کیلئے ہمیں مذاہب کی سابقہ تاریخ پر نظر دوڑانی ہو گی۔ پس جس مذہب کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ تمام مذاہب مختلف اوقات میں اپنے مسائل کے حل کیلئے اس کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں۔ اسی مذہب میں سب کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور یہی "وحدت ادیان" کا کلی مفہوم ہو گا۔

اس تعلق میں بہت سی باتوں کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جو کہ مختلف اہل مذاہب نے وقتاً فوقتاً قرآن مجید سے لیکر اپنے مذہبی قوانین میں شامل کی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ ہندو دھرم کی رُو سے شادی بیاہ کے مسئلہ کو ہی لے لیں۔ ہندو دھرم کی مقدس کتب کی رُو سے شادی کو مرد و عورت کے درمیان جنم جنم کا میل قرار دیا جاتا ہے جسے ہندو لاء کے تحت Sacrament یعنی ہمیشہ کا اٹوٹ بندھن کہا جاتا ہے۔ اس عقیدہ کو ماننے کے نتیجہ میں ہندو دھرم کی رُو سے شادی کے بعد طلاق کا کوئی تصوّر نہیں ہے بلکہ ہندو کتب مقدسہ کی رُو سے طلاق حرام ہے۔ مرد کے مر جانے کے بعد بیوہ کی نئی شادی کا کوئی تصوّر نہیں ہے بلکہ دوسرے جنم میں خاوند کے ساتھ فوری ملاقات کیلئے بیوی کو ستی ہونا پڑتا تھا۔ گویا بیوہ کی شادی بھی حرام ٹھہری۔ ہندو شریعت کے مستند شارح منو کے مطابق اگر اپنے خاوند سے اولاد نہ ہو تو اس سے خلع لینے کی بجائے عورت کو حکم ہے کہ کسی اور سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لے لیکن اس خاوند کو چھوڑ نہیں سکتی۔ یہی حکم بیوہ کیلئے بھی ہے۔ کیونکہ منو کے مطابق ودھوا شادی قابل مذمت ہے۔ (دیکھو منو سمرتی ادھیائے ۷)

لیکن اس کے مقابل پر اسلام شادی کو مرد و عورت کے درمیان ایک Contract قرار دیتا ہے۔ جب تک Contract قائم ہے شادی قائم ہے اور جب وہ Contract ٹوٹ گیا تو شادی کا بندھن بھی ٹوٹ گیا۔ یہ معاہدہ مرد و عورت کے باہمی اختلافات و کشیدگی کے نتیجہ میں بھی ٹوٹ سکتا ہے اور کسی ایک کی وفات پر بھی اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

اسلامی تعلیم کی رُو سے طلاق اگرچہ ایک گھناؤنا اور قابل نفرت عمل ہے لیکن مرد و عورت کے درمیان بعض ایسے اُمور پیش آجاتے ہیں جن کے ہوتے مرد و عورت تقویٰ و طہارت اور امن و آشتی سے زندگی نہیں گزار سکتے۔ لہٰذا جب ہر دو کی زندگیاں تلخ اور اکٹھے گزارنا ناقابل برداشت ہو جائے تو پھر طلاق کے بغیر گزارا نہیں رہتا ایسی صورت میں اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ اگر مرد سے اس کی زندگی کشیدہ ہو جائے تو وہ خلع لے سکتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے :-

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بقرہ ۲۳۰)

یعنی۔ ایسی طلاق جس میں رجوع ہو سکے دو دفعہ ہو سکتی ہے پھر یا تو مناسب طور پر روک لینا ہو گا یا حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا ہو گا اور تمہارے لئے اس مال کا جو تم پہلے انہیں دے چکے ہو کوئی حصہ بھی واپس لینا جائز نہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ ان (دونوں) کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے سو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو وہ عورت جو کچھ بطور فدیہ دے اس کے بارہ میں ان دونوں میں سے کسی کو کوئی گناہ نہ ہو گا یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اسلئے تم ان سے باہر نہ نکلو اور جو لوگ اللہ کی مقرر کردہ حدوں سے باہر نکل جائیں تو سمجھ لو کہ وہی لوگ اصل ظالم ہیں۔

مذکورہ آیت میں خلع و طلاق کے جملہ احکام واضح کرتے ہوئے ان کی شرائط پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ جب عورت کو طلاق دی جائے تو جو کچھ اس کو دیا ہے واپس نہیں لینا اور خلع کی صورت میں جبکہ عورت خود آزادی حاصل کرنا چاہے تو جو مال مرد نے دیا ہے وہ اس کو لینے کا مجاز ہے۔ ہاں اگر مرد ظالم ہو تو عورت کورٹ کے ذریعہ اپنے جملہ حقوق باوجود خلع کے بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس طرح قرآن مجید نے بیوہ عورت کی شادی پر بھی زور دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے :-

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (نور-۳۳)

یعنی اپنے میں سے جو بیوائیں ہیں اور جو اپنے غلاموں یا لونڈیوں میں سے نیک ہوں ان کی شادیاں کر دیا کرو۔

اب قارئین غور فرمائیں کہ ہندو لاء کے شادی قوانین کے تحت جو ۱۹۵۵ء میں آخری تشکیل کی صورت میں باوجود ہندو کتب مقدسہ میں نہ ہونے کے ہمارے سامنے

ا- طلاق کے قانون کو تسلیم کیا گیا۔

۲- بیوہ کی شادی کے قانون کو تسلیم کیا گیا۔

۳- ستی ہونے کی رسم کو قابل جرم قرار دیا گیا۔

اور یہ سب باتیں ایسی ہیں جو قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں لی گئی ہیں وہ قوانین جن سے مسلمان چودہ سو سال سے استفادہ کر رہے ہیں وہ ہندو لاء میں سینکڑوں سالوں کے بعد شامل کی گئی ہیں۔

اسی طرح ہم عیسائی مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بھی طلاق کی سخت مناہی ہے سوائے اس کے کہ عورت زنا کی مرتکب ہو۔ متی کی انجیل میں لکھا ہے :

"میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے"۔ (متی باب ۵ آیت ۳۲) اب انسانی معاشرہ میں کئی ایسی مجبوریاں بھی پیش آجاتی ہے کہ مرد و عورت زنا کے جرم کے بغیر بھی آپس میں اکٹھے نہیں رہ سکتے بالآخر اس عیسائی قانون کو توڑ کر عیسائی دنیا کو بھی قرآن مجید کے قانون کو تسلیم کرنا پڑا اور ان دنوں عیسائی دنیا میں مسلمانوں سے بھی زیادہ طلاقیں ہوتی ہیں حالانکہ عیسائی قانون کے تحت انہیں تو صرف اس عورت کو طلاق دینے کا حق ہے جس نے زنا کیا ہو۔

خلاصہ اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ یہ بات پختہ ثبوتوں سے واضح ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب باوجود ان مقدس کتب کی موجودگی کے اپنے روزمرّہ کے مسائل کیلئے قرآنی تعلیم کے محتاج ہیں جس کی ہزاروں میں سے صرف ایک مثال ہم نے اوپر پیش کی ہے۔ پس اس صورت میں "وحدت ادیان" کا حقیقی مفہوم تو یہ ہو گا کہ تمام مذاہب اس ایک مذہب میں وحدت اختیار کریں جو ان کے روزمرّہ کے مسائل ان کی اپنی کتاب مقدسہ کی نسبت بہتر رنگ میں حل کر سکتا ہے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں :

"آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں۔ جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہدِ ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہریک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں۔ جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالاتِ حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کیلئے انتہاء کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔ اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگایا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہریک اصول کی حقیّت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمانوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا

جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کے لئے نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۴؍ وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا. قَالَ سَلٰمٌ. قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ. فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ﴾. (الذّٰريٰت آيات ۲۵ تا ۲۷)

ان آیات کو میں نے آج کے خطبے کا عنوان اس لئے بنایا ہے کہ میزبانی اور مہمانی کے موقع پر ابراہیمی سنت کا تذکرہ کروں اور جماعت سے توقع کروں کہ اسی سنت کو زندہ کریں۔ جو مہمان حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے وہ دراصل فرشتے تھے لیکن انسانی روپ میں، اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مُکْرَمِیْن مہمان تھے، بہت معزز مہمان تھے باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہچانا نہیں مگر اتنا کہا کہ ہیں اجنبی اور اس پہلو سے اجنبی ہوتے ہوئے بھی ان کی مہمانی کا پورا حق ادا کیا۔

پس اس دفعہ جلسے پر بہت سے جانے پہچانے بھی آئیں گے اور بہت سے اجنبی بھی ہونگے۔ جو اجنبی ہوں ان کا بھی ایک حق ہے اور جو کوئی کسی کے گھر آتا ہے اور گھروں کے علاوہ جو جماعت کا مہمان بنکر جلسے پر آتا ہے اس کے حضور کچھ پیش کرنا بغیر یہ پوچھے کہ آپ کھا چکے ہیں یا نہیں کھا چکے، یہ سنت ابراہیمی ہے۔ بعض دفعہ لوگ پوچھ کر مہمان کے لئے مشکل پیدا کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ تو مہمان کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ پوچھنے سے لگتا ہے اس کو تکلیف ہوگی تو کہتا ہے نہیں ہم کھا چکے ہیں۔ اور مجھے توقع نہیں کہ جماعت کسی پہلو سے بھی، کسی وقت بھی جھوٹ سے کام لے اور اگر وہ جھوٹ بولیں تو ان کو بتانا پڑتا ہے جو ان کے لئے شرمندگی یا الجھن کا موجب بنتا ہے کہ ہمارے یہ کہنے سے کہ ہم کچھ کھا کے نہیں آئے میزبان کو تکلیف ہوگی۔ تو دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا نہیں کھا چکے ہو، نہیں کھا چکے!؟ فوراً اندر گئے اور ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ جب انہوں نے اس بچھڑے کو ہاتھ نہ لگایا تو اس کے نتیجے میں بعض آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خوفزدہ ہوگئے کیونکہ مہمان اگر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو یہ بھی ایک دستور ہے کہ بعض دفعہ اس لئے ہاتھ کھینچا جاتا ہے کہ آنے والے کا ارادہ شر پہنچانے کا ہوتا ہے۔ اس آیت میں اس کی تفصیل تو بیان نہیں ہوئی لیکن قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ میں شاید یہ اشارہ ہو۔ بہر حال اب جو مہمان ہمارے آنے والے ہیں یہ بہت معزز مہمان ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور جیسا کہ میں آگے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات پیش کروں گا آپ سے وہ توقع کی جاتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے متعلق رویہ اختیار فرمایا کرتے تھے لیکن سب سے پہلے میں مہمان نوازی کے تعلق میں کچھ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مسند احمد کی روایت ہے جو حضرت شُرَیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہوئی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ 'اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے' یہ بہت گہرا مضمون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کی بھی ایک مہمان نوازی ہونی ہے۔ جو اللہ نے کرنی ہے۔ تو جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمان نوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا۔ تو بظاہر ان دو باتوں کا تعلق نہیں کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ضرور مہمان نوازی کرے۔ مگر یہ بات اس میں مضمر ہے۔ اس لئے فرمایا ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے اور ایک دن رات سے تین دن رات تک اسے مہمان رکھے۔ یہ تو مہمان کا حق ہے کیونکہ مسافر تین دن کا مسافر ہوتا ہے اتنا تو لازماً ہر مہمان کو حق دینا چاہئے کہ تین دن تک وہ آپ کے پاس رہے اور اس کی مہمانی کا حق ادا ہو۔

فرمایا اگر اس سے زائد عرصہ مہمان اس کے پاس ٹھہرتا ہے اور اس کی مہمان نوازی کرتا ہے تو یہ اس کی طرف سے صدقہ اور نیکی کی بات ہوگی۔ اس لئے تین دن کے بعد مہمان کو نکالنا نہیں ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ وہ تو فرض ہے وہ نیکی میں اس طرح شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ تو تم پر لازم ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اگر تم چاہتے ہو کہ نوافل سے کام لو، نیکی سے کام لو تو پھر مہمان کو اس سے زیادہ ٹھہرنے کی ترغیب دو۔ یعنی اپنے رویہ سے اس سے ایسا سلوک کرو کہ وہ زیادہ عرصہ کے لئے ٹھہر جائے۔ لیکن مہمان کا بھی تو کچھ فرض ہے۔ فرمایا اور مہمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ بلا اجازت ٹھہرے۔ تو دونوں کے فرائض اور دونوں سے جو تقاضے ہیں دونوں کو بیان فرمایا 'اور میزبان کو تکلیف میں ڈالے' سے مراد یہ ہے کہ اگر میزبان نیکی کی خاطر کہے بھی کہ آپ ضرور ٹھہریں تو مہمان کو اتنا خیال کرنا چاہئے کہ بعض میزبان تکلف سے بھی کہا کرتے ہیں اس لئے اپنی طرف سے وہ اس بات کو خوب کھول دے کہ میں ٹھہر چکا ہوں جتنا ٹھہرنا تھا اب مجھے اجازت دیں۔ لیکن جو مہمان پاکستان سے تشریف لائے ہیں ان کا عرصہ تین دن کا نہیں۔ جماعت یو کے، United Kingdom کی جماعت نے ان کے لئے پندرہ دن کی مہمانی کی ذمہ داری قبول کی ہے اس لئے وہ سارے مہمان جو باہر سے آئے ہیں پندرہ دن کے لئے جماعت United Kingdom کے مہمان ہونگے خواہ یہ مہمانی ان کی ذاتی ہو۔ یعنی جماعت کی طرف سے مہمان کا انتظام نہ ہو تو یہی سمجھیں کہ وہ جماعت ہی کی طرف سے مہمانی ہے کیونکہ ہر شخص جو جماعت کا حصہ ہے اس پہ بہت ہی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ جماعت کی نمائندگی ہی میں ان کی میزبانی کا حق ادا کرتا ہے۔ پس اس پہلو سے چودہ دن تک ان کے ہاں ٹھہرنا بھی اگر وہ چاہیں، پسند کریں کہ ذاتی طور پر ہمارے ہاں ٹھہرو تو درست ہے۔ اگر نہیں تو تین دن کے بعد جماعتی انتظام کی طرف منتقل ہو جائیں۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی انتظام کے تحت مختلف آنے والے مہمانوں کے مزاج اور ان کے حالات کے مطابق مختلف انتظامات کئے گئے ہیں مگر بنیادی طور پر اکرام کا حق ہر ایک کا ہے۔ ہر شخص کا اکرام ہونا چاہئے۔

ایک اور حدیث مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ تو یہ بھی مہمان نوازی کی قسمیں ہیں **خواہ آپ کا براہ راست مہمان ہو یا نہ ہو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔** اور سارے جلسے پر یہ ماحول ہو کہ ہر شخص مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ہر ایک کا استقبال کر رہا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ ابن ماجہ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزت و تکریم کرو۔ یہ میں نے اس لئے بیان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ہمارے بہت سے ایسے مہمان ہیں جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے اور مختلف دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کا جو الگ انتظام ہوتا ہے اور غیر معمولی توجہ دی جاتی ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بعض مہمانوں کو تو عام مہمانوں میں شامل کیا گیا ہے بعض سے خاص سلوک ہو رہا ہے۔ یہ خاص سلوک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ حدیث اس پہ گواہ ہے۔ جب کسی قوم کا سردار یا معزز شخص آئے تو اس سے اس کی شان کے مطابق سلوک کرو کیونکہ دراصل وہ اپنی پوری قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اب اس نے واپس جاکر اس قوم کو بتانا ہے کہ مجھ سے کیا سلوک کیا گیا۔

ایک اور حدیث عبداللہ بن طِخفہ کی طرف سے روایت ہے مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ عبداللہ بن طِخفہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس کثرت سے مہمان آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر کوئی اپنا مہمان لیتا جائے۔ یہ وہ حدیث نہیں ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں اس سے ملتی جلتی یہ حدیث ہے کیونکہ یہ آئے دن واقعہ پیش آیا کرتا تھا یہ روز کا دستور تھا، ہر وقت آنے والے مہمان آیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہی فرمایا کرتے تھے کہ جس کے پاس توفیق ہے وہ اپنا اپنا مہمان لیتا جائے۔

عبداللہ بن طِخفہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان میں تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ گئے تھے۔ جب آپ گھر پہنچے۔ یہ گئے سے مراد ہے کہ ایک موقع پر مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے مہمان لے جانے والے کم رہ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور عبداللہ بن طِخفہ کہتے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کیا گھر میں کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں حویسة کوئی عرب کھانا ہے، جو میں نے آپ کے افطار کے لئے تیار کیا ہے۔ یعنی آنحضورؐ روزے سے تھے۔ راوی کہتا ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ کھانا ایک برتن میں ڈال کر لائیں اس میں سے رسول اللہ ﷺ نے تھوڑا سا لیا اور تناول فرمایا یعنی افطار میں دیر نہیں کی۔

آپؐ مہمان سے پہلے کھانا نہیں کھایا کرتے تھے مگر افطار کا اپنا تقاضا ہے اس لئے آپ نے کچھ تھوڑا سا اس میں سے لیا اور تناول فرمایا۔ پھر فرمایا بسم اللہ کر کے کھائیں۔ بسم اللہ کر کے کھائیں کا حکم دوسروں کو دیا ہے۔ آپؐ نے تو بسم اللہ کر کے ہی کھایا تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کھانے میں سے اس طرح کھایا کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہارے پاس پینے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا جی حریرہ ہے، جو پتلا حلوہ ہوتا ہے اور بہت لذیذ ہوتا ہے، جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا ہے۔ فرمایا لے آوٗ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہ لائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پکڑا اور برتن کو اپنے منہ کی طرف بلند کیا۔ تھوڑا سا نوش کر کے فرمایا بسم اللہ کر کے پینا شروع کریں۔

دو باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں ایک تو افطار کی وجہ سے تاخیر مناسب نہیں تھی دوسرے دونوں مرتبہ افطار ہو چکا تو پھر بھی حریرہ پیتے وقت بھی پہلے اپنے منہ سے لگایا۔ یہ لازماً اس غرض سے تھا کہ اس تھوڑے کھانے اور تھوڑے پینے میں برکت پڑ جائے اور ایسا ہی ہوا۔ پھر ہم اس طرح پی رہے تھے کہ ہم اسے دیکھ نہیں رہے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو خیال تھا کہ تھوڑا سا ہوگا جو ہے وہ پی لیں مگر وہ نہ دیکھنے کے باعث نہ وہ ختم ہو رہا تھا نہ ان کو اس سے اپنے ساتھی کے لئے ہاتھ روکنے پڑے تو چلتا رہا اور ختم نہیں ہوا جب تک سب سیر نہ ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود گھر کی طرف چل پڑے اور پھر گھر سے مسجد کو چلے آئے کیونکہ ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ مسجد میں کہتے ہیں میں تو اوندھے منہ لیٹ کر الٹا پڑ کے سو گیا۔ صبح آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب تشریف لائے اور لوگوں کو الصلوٰة، الصلوٰة کہہ کر نماز کے لئے بیدار کرنے لگے۔ **یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کرنا چاہئے۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپؐ آتے تو لوگوں کو نماز کے لئے اٹھاتے۔ یعنی یہ اس لئے فرما رہے تھے کہ آپ کا دستور تھا کوئی اچانک، اتفاقاً ہونے والا واقعہ نہیں تھا۔ جب میرے پاس سے گزرے تو میں اس وقت اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی میں عبداللہ بن طِخفہ ہوں۔ آپ فرمانے لگے سونے کا یہ انداز ایسا ہے جسے اللہ عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔ پس سونے کے متعلق بھی یاد رکھیں کہ الٹے پڑ کے سونا مناسب نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دائیں کروٹ لیٹا کرتے تھے، پیٹھ کے بل لیٹنا بھی جائز ہے۔ بعض صورتوں میں بائیں طرف کروٹ لینا بھی بعض بیماریوں کی وجہ سے جو دائیں طرف لیٹنے سے بڑھتی ہیں ضروری ہو جاتا ہے۔ تو یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ ضرور دائیں طرف لیٹا جائے مگر اوندھے لیٹنے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس لئے ناپسند فرماتے تھے کہ اللہ ناپسند فرماتا ہے۔ اور یہ ایک عجیب طبی حقیقت ہے کہ اکثر وہ بچے جن کو مائیں الٹا ڈال دیتی ہیں اکثر تو نہیں مگر ان میں سے بہت سے بچے جن کو مائیں الٹا ڈالتی ہیں ان کا سانس بند ہو جاتا ہے اور وہ سوتے ہی میں فوت ہو جاتے ہیں۔ پس طبی لحاظ سے بھی یہ ایک مضرّبات ہے اوندھے منہ نہیں سونا چاہئے۔

ایک روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی گئی ہے یعنی ابن عمرؓ بھی صحابی تھے اور حضرت عمرؓ بھی صحابی تھے اس لئے عنھما کہنا چاہئے۔ حضرت ابن عمر نے اپنے باپ عمر سے بیان کیا ہے رضی اللہ عنھما۔ اللہ ان دونوں سے راضی ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سفر کے ارادے سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تھے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے، پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ اب آپ میں سے میرا نہیں خیال کہ کوئی آنے والا بھی اونٹ پر بیٹھا ہو سوائے اسکے کہ ڈیرہ غازیخان کے کچھ لوگ اونٹ پر بیٹھ کر گاڑی تک پہنچے ہوں یہ الگ مسئلہ ہے لیکن مراد سواری ہے۔ آج کی جو سواری ہے وہ اونٹ کا قائم مقام ہے اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب بہتر سواریاں ایجاد ہو جائیں گی اور اونٹنیوں کو بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ اونٹ سے مراد یہاں صرف سواری ہے۔ تین بار تکبیر فرماتے پھر دعا مانگتے پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ" حالانکہ ہم میں اسے قابو رکھنے کی طاقت نہیں تھی ہم اپنے رب کی طرف ہی جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہوں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو لپیٹ دے۔ دُوری کو لپیٹ کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ آپ لوگ بڑی بڑی دور سے ہوائی جہازوں پر بھی آئے ہیں، رستے میں کوئی تکلیف نہ ہو کہ سفر لمبا محسوس ہو۔ آتی دفعہ تو آپ کو یہ دعا یاد نہیں تھی لیکن جاتی دفعہ تو یاد ہوگی۔ اسلئے جاتی دفعہ کی تکلیفوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا کریں۔ اے ہمارے خدا تو اس سفر میں ہمارے ساتھ ہو اور پیچھے گھر میں خبر گیر ہو۔ اے ہمارے خدا میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل و عیال میں بُرے نتیجے سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔

کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نظر انداز فرما دیا ہو۔ سفر کے دوران جو کچھ پیش آسکتا ہے ان سب کے لئے آپ نے دعا کی ہے کہ اچھی باتیں تو پیش آئیں سفر

ارشاد نبوی ﷺ

خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰے

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینٹنگ لین کلکتہ 700001

دکان-248-1652, 248-5222

رہائش-243-0794, 27-0471

سے وابستہ کوئی بری باتیں پیش نہ آئیں اور پیچھے رہ جانے والوں کے لئے بھی دعا کی ہے جن کی طرف لوٹ کر جارہے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی ہے۔ "غیر پسندیدہ تبدیلی"۔ اس دعا میں صرف گھر والے ہی پیش نظر نہ رکھیں بلکہ ملک والے بھی پیش نظر رکھیں۔ آج تک تو ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ ہر تبدیلی ناپسندیدہ ہی ہو رہی ہے۔ پس شاید آپ جو لِلّٰہ سفر کر کے یہاں آئے ہیں آپ کی دعاؤں کی برکت سے واپسی پہ آپ کچھ اچھی تبدیلیاں بھی دیکھ لیں۔ تو محض گھر والوں کے لئے اچھی تبدیلیوں کی نہیں بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی اچھی تبدیلیوں کی دعا کرتے ہوئے جائیں۔

پھر جب آپ سفر سے واپس آتے تو یہی دعا مانگتے اور اس میں یہ زیادتی فرماتے یعنی سفر سے واپسی والوں کے لئے یہ زیادتی ہے اس دعا میں۔ آتی دفعہ بھی پچھلوں کے لئے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ جب ہم واپس جائیں تو یہ کچھ ہو۔ واپسی پہ بھی بعینہ وہی دعا مانگتے تھے مگر اس میں ایک چیز کا اضافہ فرما دیتے تھے۔ ہم واپس آئے ہیں توبہ کرتے ہوئے عبادت گزار اور اپنے ربّ کی تعریف میں رطب اللسان بن کر۔ تو یہاں جلسے پر جو آپ سیکھیں گے اس کے نتیجے میں آپ کو زیب دے گا کہ یہ بھی اس سفر کی دعا میں شامل کر لیں کہ اے ہمارے ربّ ہم توبہ کرتے ہوئے تیری طرف لوٹ رہے ہیں، عبادت گزار بنتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہوئے۔

عبادت کے مضمون پر میں بہت سے خطبات دے چکا ہوں مگر جلسے کے دوران عبادت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ حدیث میرے کام آئی ہے۔ جب واپسی پہ عبادت گزار کا ذکر فرمایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ سفر کے دوران جو پہلے پوری طرح عبادت گزار نہیں تھے وہ پہلے سے بڑھ کر عبادت گزار ہو گئے۔ تو یہاں اگر آپ عبادت کے ڈھنگ سیکھیں گے تو واپسی پہ یہ دعا مانگ سکیں گے۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص کسی مکان میں رہائش اختیار کرتے یا کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعا مانگے، میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ مانگتا ہوں تو اس شخص کو وہاں رہائش ترک کرنے یا اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اب یہ خیال کریں گے کہ منہ سے یہ دعا کرنے کے نتیجے میں پیچھے ہرگز کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا تو اس کا مطلب ہے آپ نے اس کے مرکزی پیغام کو سمجھا نہیں، میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کی پناہ میں آتا ہوں مکمل طور پر اور اس شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پناہ چاہتا ہوں۔ تو جو شر سے پناہ مانگ رہا ہے وہ شر سے پناہ دینے والا بھی ہوگا۔ اگر شر سے پناہ دینے والا نہ ہو تو اس کے حق میں یہ وعدہ پورا نہیں ہو سکتا کہ شروع سفر سے واپسی تک اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن اگر اس طرح لازماً اللہ کی پناہ مانگے کہ خود بھی لوگوں کو شر سے پناہ دینے والا ہو اور اس سے کوئی شر کسی کو نہ پہنچے تو مجھے کامل یقین ہے کہ اس کو کوئی چیز بھی گزند نہیں پہنچائے گی۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی سے تعلق رکھنے والی روایات میں سے جو بکثرت ہیں صرف چند چُن کے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو میرا خیال ہے شاید پہلے بیان نہ ہوئی ہوں اور اگر بیان ہو بھی گئی ہوں تو آج کل کے موقع پر ان کا دوہرانا مناسب ہے۔ سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔

مجھے اس روایت کے بیان کرنے سے بعض باتیں مقصود ہیں۔ اول یہ کہ قطع نظر اس کے کہ میں علیل ہوں یا نہ ہوں میں ہمیشہ یہ پوری کوشش کرتا ہوں کہ آنے والے مہمانوں کی خاطر ان کے لئے ملاقات کا وقت نکالوں لیکن اللہ کا فضل ہے کہ میں علیل نہیں ہوں لیکن اس کے باوجود لوگ سمجھتے ہیں کہ میری ہمدردی زیادہ لیں گے اس بات پر کہ اگر وہ غور سے مجھے دیکھیں کہ کوئی علالت کی علامت ان کو دکھائی دے جائے اور اس پر وہ کہیں کہ اوہو آپ تو علیل ہیں۔ یہ طریق نامناسب ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علیل تھے بھی، ہوتے بھی تھے تو کوئی نہیں کہا کرتا تھا کہ آپ علیل لگ رہے ہیں۔ تو اخلاق حسنہ کا یہ تقاضا ہے تبھی میں بار بار جماعت کو سمجھاتا ہوں کہ بعض لوگ تو اس طرح گہری اترنے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان نگاہوں سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کوئی علامت مل جائے جس پہ وہ اپنی ہمدردی کا اظہار کر سکیں۔ اور اگر وہ علامت نہ ملے تو پھر صحت کے متعلق لازماً ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ بھئی اپنی ملاقات کرو، اپنے کام سے کام رکھو، اپنی صحت کے متعلق دعا مانگنے کی درخواست بے شک کرو مگر میرے معاملے میں مہربانی فرما کر دخل نہ دیا کرو کیونکہ اس سے مجھے الجھن پیدا ہوتی ہے۔ میں جب حاضر ہوں، ہر حال میں حاضر ہوں، بیمار ہوں تب بھی حاضر ہوں تو پھر آپ کا کیا حرج ہے۔ میری بیماری کو مجھ پر اور میرے خدا پر چھوڑ دیں اگر کوئی ہو۔ لیکن میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں اور پہلے سے بہت بہتر ہوں۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج کل جو میں اپنے اوپر محنت کر رہا ہوں وہ خاص قسم کی غذا کھاتا ہوں، خاص غذاؤں سے پرہیز کرتا ہوں اور اس کے علاوہ سیر میں بہت باقاعدگی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری سیر کے دوران جو پہلے ایک گھنٹے کی ہوا کرتی تھی میں نے محسوس کیا ہے کہ از خود مجھ میں طاقت آگئی ہے اور میں وہی گھنٹے کی سیر پینتالیس منٹ میں کر لیتا ہوں۔ بعض دفعہ اس سے بھی کم اور بعض دفعہ میرے ساتھیوں کو دوڑنا پڑتا ہے۔ تو یہ وہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب میں نیا نیا یہاں آیا تھا اور دن بدن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بہتری ہو رہی ہے تو جب خدا نے اتنا احسان فرمایا ہے تو کیا ضرورت ہے آپ کو دخل اندازیوں کی۔ میں خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں۔

اب بعض دفعہ مجھے کھانسی بھی ہو جاتی ہے تھوڑی سی، آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ حضرت مصلح موعودؓ کو مسلسل کھانسی ہوتی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جب کھانسی ہوتی تھی تو یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی بھی اس وقت کے بہترین ایلوپیتھک علاج سے اجتناب نہیں فرمایا اس کے باوجود ساری عمر کھانسی لگی رہی اور بولنے والوں کو طبعاً کھانسی ہو بھی جاتی ہے۔ تو یہ اللہ کا بہت احسان ہے کہ میں چونکہ اپنا علاج ساتھ ساتھ خود کرتا رہتا ہوں اس لئے بہت حد تک کھانسی سے بچ گیا ہوں۔ اس زمانے میں کب لوگ حضرت مصلح موعودؓ کو کہہ کے تنگ کیا کرتے تھے کہ اوہو اب آپ کو کھانسی ہوئی، اب آپ کو کھانسی ہوئی، اب آپ کو کھانسی ہوئی۔ وہ قہوہ پیتے جاتے تھے اور کھانسی ہوتی جاتی تھی۔ تو آپ کی یہ باتیں آپ کے دخل دینے والی ہیں ہی نہیں، ان کو بالکل چھوڑ دیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے مجھے خدا کے فضل سے اگر کھانسی اٹھی بھی تو ہرگز کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ نہ چھاتی میں، نہ گلے میں، ادنیٰ سا بھی درد کا احساس نہیں ہوتا۔ کثرت سے بولنے کے نتیجے میں بعض دفعہ ہلکی سی ایک خراش سی پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں کھانسی اٹھتی رہتی ہے۔ اگر ایسا ہو جو میری صورت میں اب بہت کم ہوتا ہے تو ہونے دیں، ہرگز کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک روایت آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں ہمارے لئے جلسے کے دنوں میں بہت سے سبق ہیں۔ فرمایا: "اگر کوئی مہمان آوے اور سب و شتم تک بھی اس کی نوبت پہنچے، تو تم کو چاہئے کہ چپ کر رہو۔ جس حال میں کہ وہ ہمارے حالات سے واقف نہیں ہے نہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے تو کیا حق ہے کہ ہم اس سے وہ ادب چاہیں جو ایک مرید کو کرنا چاہئے"۔ اب اس میں دو باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مریدوں سے ہرگز توقع نہیں رکھتے تھے کہ وہ سب و شتم سے کام لیں۔ پس اگر کوئی سب و شتم یعنی گالی گلوچ سے کام لے رہا ہے تو آپ کو توقع رکھنی چاہئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مرید نہیں ہے اور جو مرید ہے اسے سوچنا چاہئے کہ اس سے مسیح موعودؑ کو کیا توقع تھی۔ جو سننے والا ہے وہ یہی سمجھے کہ یہ مرید نہیں ہے اور صبر سے کام لے اور جو مرید ہے وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کیا کر رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے کیا توقع تھی۔

فرمایا جو ایک یہ بھی ان کا احسان ہے کہ نرمی سے بات کرتے ہیں یعنی باہر سے آنے والے مہمان اکثر خوش خلق ہی ہوتے ہیں۔ "خدا کرے کہ ہماری جماعت پر وہ دن آوے کہ جو لوگ محض ناواقف ہیں اگر وہ آویں تو بھائیوں کی طرح سلوک کریں"۔ بعض دفعہ جلسے کے دنوں میں موسم بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اس خراب موسم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں۔ فرمایا: "آج کل موسم بھی خراب ہے اور جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمان کا احترام ہونا چاہئے"۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی مہمان کا فرق نہیں کیا گیا۔ مسلم غیر مسلم کا فرق نہیں کیا گیا۔ "اس لئے کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو اگر کوئی دودھ مانگے تو دودھ دو، چائے مانگے تو چائے دو۔ کوئی بیمار ہو تو اس کے موافق الگ کھانا اسے پکا دو"۔ اب مجھے یہ تو علم نہیں کہ دودھ کا کوئی انتظام جماعت کی طرف سے ہوتا ہے یا نہیں مگر مسلسل چائے کا لنگر تو جاری رہتا ہے اور اس کے علاوہ پرہیزی کھانا یا

ایسا کھانا جو پرہیزی تو نہیں مگر بیمار بھی کھا سکتے ہیں ایسے کھانے کا انتظام ہوتا ہے۔ ایک موقع پر آپ نے میاں نجم الدین جو مہتمم لنگر خانہ تھے ان کو بلا کر فرمایا، "دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو"۔ خواہ پہچانو یا نہ پہچانو، ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کا کوئی معزز شخص بھی ہو۔ ہر ایک سے ایسا سلوک کرو گویا ہر ایک شخص صاحب اکرام ہے۔

"سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو"۔ یہاں جماعت U.K. کے لئے کچھ آسانی ہے دودھ کا ذکر نہیں۔ "سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمان کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلے کا انتظام کر دو"۔ بعض علاقوں کے مہمانوں کو سردی نہ بھی ہو تو سردی بہت لگتی ہے اور پاکستان کی شدید گرمی سے آنے والوں میں سے بھی کئی ایسے ہیں جو مجھے ملنے آتے ہیں تو کہتے ہیں یہاں سردی ہے حالانکہ سردی وردی کچھ نہیں لیکن آب و ہوا کی تبدیلی سے یہ ہو جاتا ہے۔ انڈونیشیا کے مہمان جب بھی آتے ہیں وہ خواہ گرمی ہو، وہ سردی سے کانپ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بیرکس میں میں نے کہا ہوا ہے کہ ہمیشہ ہیٹرز وغیرہ کا انتظام کرو کیونکہ یہ ان کی آب و ہوا کے نتیجے میں ان کا حق تم پر ہے۔

مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنے قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب "تائید حق" میں چھپا ہے۔ آپ فرماتے ہیں، "مرزا صاحب کی مہمان نوازی دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا"۔ یہ حضرت مولوی حسن علی صاحب کے احمدیت قبول کرنے سے پہلے کے سفر کا حال ہے جو انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد بعینہ اسی طرح لکھا جو اس سفر میں آپ نے محسوس کیا اور دیکھا۔ کہتے ہیں، "مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی"۔ جس زمانے میں یہ لکھا گیا غالباً اس وقت پان چھوڑ بیٹھے ہونگے۔ کہتے ہیں، مجھے پان کھانے کی بری عادت تھی۔ "امرتسر میں تو مجھے پان ملا مگر بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بُری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا"۔ یہ تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی۔ یہ اس مہمان نوازی کا عالم تھا جس میں کوئی ریا کا شائبہ تک نہیں۔ مہمان سمجھتا تھا کہ پان یہاں مہیا نہیں ہو سکتا۔ بٹالے میں نہیں تو قادیان میں کہاں سے ہوگا۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سولہ میل دور گورداسپور آدمی بھیجا اور ان کو ان کی عادت کے مطابق پان پیش فرما دیا۔ اب میں حسب سابق **جلسے پر آنے والوں اور ان کے مہمان نوازوں کو عمومی نصائح** کرتا ہوں جو ہر اس خطبے میں کیا کرتا ہوں جو جلسے سے پہلے کا خطبہ ہوتا ہے۔

قرض لینا۔ بعض لوگوں کو قرض لینے کی عادت ہوتی ہے اور جن کو عادت ہوتی ہے ان کو واپسی کی عادت نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر کوئی بدقسمتی سے ایسے لوگ آگئے ہوں تو ان کو خیال کرنا چاہئے کہ یہ اللہ کے میزبانوں کا اللہ کے مہمانوں پر حق ہے کہ ان کو ناجائز تکلیف نہ دی جائے۔ یہاں جتنے لوگ آپ کی میزبانی کریں گے ان سے قرض نہ مانگا کریں اور ان کو چھوڑ کر آپس میں بھی ایک دوسرے سے نہ مانگا کریں۔ کیونکہ جن کو یہ عادت ہے میں جانتا ہوں کہ ان کو نہ دینے کی عادت بھی ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود واقعی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ میں نے اس سے پہلے اس بات کا انتظام کیا تھا کہ جن کو واقعی ضرورت ہو وہ نظام جماعت سے رابطہ کریں۔ امیر صاحب سے بات کریں یا مجھے لکھیں۔ بتائیں کہ کیا ضرورت پیش آگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ سچی ضرورت کو ضرور پورا کیا گیا ہے۔ تو کیوں اپنے آپ کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں یا دوسروں کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں۔ لین دین کے معاملے میں صاف ہو جائیں۔

جو گھر کے عزیز رشتہ دار ہوں ان پر تین دن یا پندرہ دن کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ رشتے دار رشتے داروں کے پاس آتے رہتے ہیں ان کا آپس کا ایک سلوک ہے جو روایتاً چلتا ہے۔ بعض رشتے دار، بعض رشتے داروں کو اپنے گھر مہینوں رکھنا چاہتے ہیں اور ان کے جانے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ ایسی باتیں ہیں جن کو الگ الگ لکھا نہیں جا سکتا، الگ الگ بیان نہیں کیا جا سکتا مگر آپس کے تعلقات ہیں جو خود بخود اس بات کو واضح کرتے ہیں۔ تو ایسے آنے والے رشتہ دار اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھیں، تین دن اور پندرہ دن سے۔ جن کے عزیز اور اقرباء ان کو ہمیشہ اپنے گھر ٹھہراتے اور اصرار کرتے ہیں کہ وہ ٹھہرے رہیں لیکن ان میں سے کچھ مستثنیٰ بھی ہیں اس بناء پر کہ وہ رشتے دار ہیں از خود ان کو پندرہ دن سے زیادہ یا تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے اگر دونوں طرف سے لین دین کا معاملہ ہو تو یہ ایک معروف بات ہے۔ مگر یہ سمجھ کر کہ کوئی رشتہ دار ہے آپ اس کے گھر ٹھہر جائیں اور میرے اس خطبے کا حوالہ دے کر کہیں اب ہمیں چھٹی ہے جتنی دیر مرضی ٹھہریں تو وہ غلط اور جھوٹا حوالہ ہوگا۔ یہ آپس کے تعلقات کا معاملہ ہے جس کو انگریزی میں Reciprocal کہتے ہیں، Reciprocal ہوتا ہے یعنی دونوں طرف سے ایک ہی قسم کا معاملہ ہو تو وہی مناسب ہے۔

اَفْشُوا السَّلَامَ کا ارشاد ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا سلام نشر کرو اور یہ عادت آپ ڈالیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روایت میں نے بیان کی ہے اس میں بھی سلام سے بات شروع ہوئی ہے۔ پس سلام کہنے سے دو باتیں پیش نظر رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ آپ ہر آنے والے کی عزت کر رہے ہونگے۔ دوسرا یہ کہ سلام کہہ کر آپ اس کو مطمئن کر رہے ہوں گے کہ آپ کی طرف سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ کی طرف سے وہ یقیناً امن کی حالت میں رہے گا۔ پس ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلام پھیلانے کی عادت ڈالیں۔

خواتین کو میں ہمیشہ نصیحت کرتا ہوں کہ پردے کا لحاظ رکھیں لیکن مشکل یہ ہے کہ بعض مہمان خواتین بھی آتی ہیں اس لئے اگر کوئی ایسی مہمان خاتون ہو جس نے سنگھار پٹار بھی کیا ہو اور پردے کا بھی لحاظ نہ ہو یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ غالباً احمدی نہیں ہے۔ لیکن بعض دوسرے دوست جو مثلاً عرب ممالک سے تشریف لاتے ہیں وہ ہر خاتون سے اسی طرح کے پردے کی توقع رکھتے ہیں جو ہم جماعت میں رائج کر رہے ہیں اور بعض لوگوں نے جا کر پھر مجھے اعتراض کے خط بھی لکھے کہ ہم تو بڑی توقع لے کر آئے تھے کہ آپ پردے کا بہترین نمونہ دکھا رہے ہونگے مگر ہم نے ایسی عورتیں دیکھیں جو پوری طرح سنگھار پٹار کر کے، کٹے ہوئے بال، سر پر چُنّی نہیں اسی طرح پھر رہی تھیں۔ تو اول تو یہ خیال کریں کہ اعتراض میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ مومن، مومن پر حسن ظن کرتا ہے اس لئے حسن ظن سے کیوں کام نہیں لیتے اور جو منتظمین ہیں ان کے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ ایسی عورتوں کو سخت لفظوں میں یا دوٹوک لفظوں میں کہیں کہ تم پردہ کر کے پھرو۔ بعض دفعہ وہ عورتیں جن کو عادت ہوتی ہے وہ اس بات کو برا مناتی ہیں۔

بعض دفعہ بعض احمدی خواتین ہیں جو نئی احمدی ہوئی ہیں ان کو بعض احمدیت کے رواجوں کا پتہ نہیں۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو بیماری کی وجہ سے مجبور ہیں۔ سر کو پوری طرح ڈھانپ نہیں سکتے۔ تو احمدی خواتین کے لئے تو لازم ہے کہ اگر انہوں نے کسی مجبوری سے پردہ نہیں کرنا تو سر کو ڈھانپیں۔ یہاں ہماری اردو کلاس کی بچیوں کو اور چلڈرن کلاس کی بچیوں کو میں نے نصیحت کی تھی۔ آپ دیکھیں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ کتنی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ یہاں کی پلی بڑھی بچیاں چھوٹی چھوٹی عمر کی اس احتیاط سے اپنے سر کو ڈھانپتی ہیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے تو اسی پاک نمونے کو آپ لوگ بھی پکڑیں۔

جو باہر سے آنے والی پاکستان سے آنے والی بچیاں یا دوسرے ممالک سے آنے والی بچیاں ہیں ان میں بعض اوقات میں نے ناحق آزادی کا رجحان دیکھا ہے۔ ان کو پتہ نہیں کہ انگلستان کی بچیاں اللہ کے فضل سے بہت بلند ہو چکی ہیں اور جو باہر سے آنے والی ہیں وہ لاہور کا معاشرہ، کراچی کا معاشرہ، پنڈی کا معاشرہ، وہ لئے ہوئے آئی ہیں اور وہاں آج کل بے پردگی عام ہو رہی ہے اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ آپ اپنی عادات ان کو سکھانے آئی ہیں۔ آپ نے ان سے عادات سیکھنی ہیں۔ تو اگر آپ احمدی ہیں اور مہمان کے طور پر آئی ہیں تو جلسے کے دنوں میں آپ پر فرض ہے اور آپ کے ماں باپ پر فرض ہے کہ آپ کو سلیقے کے ساتھ چلنا پھرنا سکھائیں۔ اگر پردے کی عمر نہیں بھی لیکن اتنی عمر ہو گئی ہے جو بچ بچ کی

معاندین احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.

19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

عمر ہوتی ہے جہاں پردہ پورا کرو نہ کرو درمیان میں اختیار ہوتا ہے اس عمر کی بچیوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے سر کو اور اپنی چھاتی کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے اور ڈھانپتے وقت بالوں کی نمائش نہیں ہونی چاہئے۔ بعض سر پر دوپٹہ اور پیچھے سے کٹے ہوئے بال نمایاں لہراتی پھرتی ہیں۔ بعض عورتیں ایسا بھی کرتی ہیں۔ مجھے ملاقات کے دوران اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ مجھے تکلیف تو ہوتی ہے مگر اس وقت جیسا کہ اکرام کا حق ہے میں مجبوراً ان کو دوٹوک نہیں کہتا لیکن بعض دفعہ بعد میں ان کے ماں باپ کو سمجھا دیتا ہوں۔ تو اس موقع پر ہر قسم کی آنے والیاں ہونگی ان کا لحاظ کریں اور لجنہ کی جو سلیقے والی بچیاں ہیں جن کو بات کرنے کا اچھا سلیقہ آتا ہے ان کی ڈیوٹی ہونی چاہئے کہ ایسی عورتوں اور لڑکیوں کو علیحدگی میں نرم الفاظ میں سمجھانے کی کوشش کریں۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی نصیحت ضرور فائدہ پہنچاتی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے میں اس پہلو سے بھی ان کو سدھارنے کا انتظام ہوگا۔ بہر حال جن کو نقاب میں کوئی دقت ہے بعض دفعہ طبّی لحاظ سے دقت ہوتی ہے ان کا پھر یہ حق نہیں کہ سرخی پاؤڈر لگا کر اپنے آپ کو پوری طرح سجا کر باہر پھریں۔

رستوں کا حق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو بھی ایمان کا ادنیٰ شعبہ قرار دیا ہے کہ رستوں کا حق ادا کرو اور رستوں کے حق میں جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ خلاصۃً میں ہر جمعہ پر جوان دنوں میں آیا کرتا ہے پہلے بھی بیان کرتا رہا ہوں اب پھر بیان کر رہا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جو بازار یا دکانیں وغیرہ ہیں ان کے ارد گرد جمگھٹ لگا کر کھڑا نہ ہوا کریں۔ جو چیز خریدی، لیں اور الگ کھلی جگہ جا کر اس کو کھائیں پئیں۔ بعض لوگ کبابی کی دکان پر کھڑے ہیں تو ہر کباب کے اترنے کا انتظار ہو رہا ہے اور پیچھے لائنیں لگی ہوئی ہیں وہ جگہ ہی نہیں چھوڑتے۔ اپنی چیز مرضی کی لیں اور الگ ہو جائیں اور اگر اتنا الگ الگ گرم کباب کھانے کا شوق ہے تو گھر میں بنائیں، بازار کا حق بہر حال ادا کریں۔

اور دوسرا جمگھٹا لگا کر دکانوں پر کھڑا ہونا ہی معیوب نہیں بلکہ گروہ در گروہ ٹولیوں کی صورت میں قہقہے لگاتے، شور مچاتے ہوئے پھرنا بھی ناواجب بلکہ بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ اور یہ بھی رستوں کے حق کے خلاف ہے۔ رستوں سے مراد یہ نہیں کہ سڑکیں ہی ہوں پبلک جگہیں جو عامۃ الناس کے چلنے پھرنے کی جگہیں ہیں وہ بھی رستوں میں شمار ہونگی۔ ایسے لوگ ہم نے دیکھے ہیں جو ٹولیاں بنا کر پھرتے ہیں اور آپس میں مذاق اڑا رہے ہیں اور قہقہے مارتے جا رہے ہیں۔ ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ جو دوسرے دیکھنے والے ہیں ان پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات ایک راہگیر اور خاص طور پر اگر کوئی باہر کا ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر مذاق اڑایا گیا ہے۔ عین اس وقت قہقہہ لگاتے ہیں جب وہ پاس سے گزرا ہے اور اس سے اس کی سخت دل شکنی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اس کے نتیجے میں لڑائی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ تو اس بات کا بھی خاص طور پر خیال رکھیں کہ اگر ٹولیوں میں پھرنا ہے تو خاموشی سے پھریں، آہستہ باتیں کرتے ہوئے پھر ہرگز اپنی آوازوں کو بلند نہ کریں اور ہرگز کسی کی دلشکنی کا موجب نہ بنیں خواہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر ہو۔

تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے اٹھانا۔ یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک ادنیٰ شعبہ ہے اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے مثلاً کیل کانٹا وغیرہ یا کیلے کا چھلکا تو یہ انتظار نہ کریں کہ جن لوگوں کی ڈیوٹی ہے اس کام پر وہی اس کو دور کریں گے۔ ایسی چیز کو تو فوراً دور کرنا چاہئے اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خود یہ چیزیں نہ پھیلائیں۔ اگر تکلیف دہ چیزیں اٹھانے کا حکم ہے تو پھیلانا تو اور بھی بری بات ہے۔ یہ اچھی بات ہے تو پھیلانا گناہ بن جائے گا کیونکہ اس کا دور کرنا فرض ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی جیبوں میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا تھیلا (Bag) رکھ لیا کریں۔ اس سے جیب پھولتی بھی نہیں معمولی سا ہوتا ہے کہیں آپ نے کوئی چیز پھینکنی ہو، کچھ کھا رہے ہوں اس کا Waste، کیلے کا چھلکا مثلاً یہ اگر آپ نے کہیں ڈالنا ہو تو اپنی جیب سے تھیلا نکالا اس میں ڈال دیا اور وہی تھیلا آپ کے کام آئے گا۔ جب آپ کوئی خطرناک چیز رستے میں دیکھیں گے تو اس کو اٹھا کر ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے نہیں پھریں گے بلکہ اسی تھیلے میں ڈال لیا کریں تو بہر حال اس کا جیب میں ڈالنا ضروری تو نہیں ہے اس کو پھر ہاتھ میں پکڑے رکھیں۔ جب کوئی ڈسٹ بن (Dust Bin) آئے تو اس کو اس میں پھینک دیا کریں۔

اب کچھ امور آخر پر حفاظتی نقطہ نگاہ سے میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کا جو حفاظت کا نظام ہے یہ کُل عالم میں یکتا ہے اور اس میں ادنیٰ سا بھی مبالغہ نہیں۔ دنیا میں کہیں کسی اجتماع پر یا کسی دنیا کے بڑے سربراہ کے لئے حفاظت کا ایسا مؤثر انتظام نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں روایتاً رائج ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ ہر احمدی نگران ہوتا ہے اور خاص طور پر وہ احمدی جو بڑے اخلاص سے خلیفۂ وقت سے ملنے آئے ہیں وہ ان کے خطوں سے پہلے بھی لگ رہا ہے، یہاں آنے کے بعد بھی کہ ان کو فکر رہتی ہے کہ اتنے بڑے اجتماع میں حفاظت کا پورا انتظام ہے کہ نہیں۔ تو ان کو میں یہ نصیحت کر رہا ہوں باقیوں کو بھی کہ سب سے بڑی حفاظت کا انتظام تو آپ خود ہیں۔ آنکھیں کھول کر پھریں اور جس شخص سے بھی آپ کو احساس ہو کہ خطرہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق چند باتیں پلّے باندھ لیں۔

بعض دفعہ بڑے مخلص احمدی ہوتے ہیں مگر ان کی شکل صورت ایسی ہوتی ہے کہ بعض دوسروں کو ان سے کچھ ڈر بھی لگتا ہے۔ وہ اپنے اپنے حلیے ہیں، مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر ایسا ہی ایک واقعہ ایک جلسے پر ہوا تھا۔ ایک شخص انتہائی مخلص مگر حلیے کے لحاظ سے بڑا مشٹنڈا اور اتفاق سے داڑھی مونچھ منڈھا ہوا۔ اس کی اتنی سخت نگرانی ہو رہی تھی کہ جیسے سارا خطرہ اسی سے درپیش ہے۔ جب مجھے بتایا گیا اور میں نے دیکھا تو میں نے کہا انا للہ یہ تو میں جانتا ہوں بہت مخلص فدائی احمدی ہے۔ اس کو اپنے کام میں لائیں، حفاظت کے کام میں۔ تو ایک ان کو میری نصیحت ہے آنے والوں کو بھی اور رہنے والوں کو بھی جو بھی جلسے میں ہوں کہ اپنے دائیں بائیں کی حفاظت کریں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نظام رائج نہیں۔ جب بھی کوئی شخص حملہ کرنا چاہتا ہے تو باوجود ہر قسم کے آلات کے جو اس کی جیبوں، اس کے جسم پر چھپے ہوئے ہتھیاروں کی خبر دیتے ہیں اس کے باوجود وہ لے جاتا ہے۔ بے شمار طریقے دنیا نے ایجاد کئے ہوئے ہیں تو ایسا شخص جو کسی ہتھیار کو استعمال کرنا چاہے اس کو لازماً کوئی تیزی سے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ وہ جیب کی طرف یا کہیں ہاتھ ڈالتا ہے اگر دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوشیار ہوں تو ناممکن ہو جائے گا اس کے لئے کہ ایسی حرکت کر سکے۔ پس اصل نگران تو اللہ ہی ہے مگر اللہ نے جو طریقے سمجھائے ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا تو ضروری ہے۔ تو اپنے دائیں بائیں سے بیدار مغزر ہیں اور جو اچھے لوگ بھی ہیں بعض دفعہ ان میں بھی جن کو آپ اچھا سمجھ رہے ہیں بعض بد چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے نگرانی کا یہ نظام سب پر حاوی کر دیں۔ ہر شخص اپنے دائیں بائیں کا نگران ہو۔ اگر آپ یہ صورت اختیار کریں تو چلتے پھرتے آتے جاتے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ حفاظت کا انتظام ایسا اعلیٰ ہوگا کہ دنیا میں کبھی کسی سربراہ کے لئے ایسا انتظام نہ ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ جب دور دیہ کھڑے ہوں تو اس وقت بھی اس کا خیال رکھیں۔

اور ہم اس کو ربوہ میں استعمال کر چکے ہیں، آزما چکے ہیں اس عادت کو۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ لازماً کوئی شخص مجھ پر بندوق سے حملہ کرنے کے لئے، بندوق داغنے کے لئے اپنی چادر میں یا کمبل میں چھپائے کھڑا تھا اور چونکہ میں نے اس وقت منتظمین کو یہ ہدایت کی ہوئی تھی کہ جہاں کوئی شخص آپ کو ایسا نظر آئے ضروری نہیں کہ آپ اس کو حکم دیں چادر اتارو۔ پاس کھڑے ہو جائیں اگر اس کی نیت ہوئی وہ ہاتھ ہلائے گا اسی وقت پکڑ لیں اور دو آدمی پکڑے گئے۔ اور پھر انہوں نے تسلیم بھی کر لیا۔ تو یہ نظام حفاظت ایسا ہے جس کا کوئی جواب دنیا میں نہیں، اس کی کوئی مماثلت کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔ جو فوجی یا پولیس والے مقرر ہوا کرتے ہیں کتنے ہونگے اس کے باوجود Crowd پیچھے ہوتا ہے، ان کے درمیان ہوتا ہے اور ہر وقت وہ شخص آزاد ہے کچھ نہ کچھ کرنے پر۔

اس لئے جماعت احمدیہ کا جو نظام حفاظت ہے، اس کے متعلق اب چونکہ خطبے کا وقت ختم ہو گیا ہے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں آخر پر، کہ اول حفاظت اللہ کی ہے۔ اس کی حفاظت کا سایہ ہو تو کسی کو کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے دعائیں کرتے رہیں اور جو اعلیٰ توقعات نظام جماعت سے وابستہ ہو چکی ہیں ان کا خیال کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسے کو امن وامان کے ساتھ نہایت عمدگی کے ساتھ خیر وعافیت سے گزارے اور ہر پہلو سے یہ خوشکن ہو اور خوشیوں کی خبریں لے کر آپ لوگ واپس لوٹیں اور اس وطن کے لئے دعائیں کرتے ہوئے واپس جائیں کہ اگر پہلے نہیں تو آپ کے جانے کے بعد کوئی نہ کوئی تبدیلی ان میں واقع ہو۔

☆......☆......☆

بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لندن

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
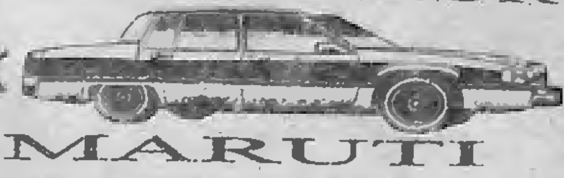
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

پھر فرمایا آج کا دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننے کی کوشش کا دن ہے ورنہ وہ فضل جو موسلادھار بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں ان کا شمار، ان کا احاطہ کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ بہت سی ایسی باتوں کو جو پہلے جلسوں میں بیان کی جاتی ہیں دوبارہ بیان نہ کروں۔ اس ضمن میں عام طور پر جو دستور تھا اس سے ہٹ کر میں نے عالمگیر فضلوں کے ذکر کو اس مضمون کے آخر پر رکھا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس دفعہ بھی ایک نیا ملک نکاراگوا خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں اس رنگ میں داخل ہوا ہے کہ وہاں نظام جماعت پوری طرح مستحکم ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم محض کسی احمدی کے وہاں چلے جانے یا کسی ملک میں ٹھہر جانے سے یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ وہاں احمدیت نافذ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے جزائر بھی ہیں جو ان ملکوں سے ہٹ کر ہیں۔ انہیں کبھی بھی الگ ملک کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ اس ضمن میں Mayotte جزیرے کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اس کا تعلق نکاراگوا سے ہی ہے مگر اس سے بالکل منقطع اور الگ ہے۔ گویا یہ کہا بھی جاسکتا ہے کہ وہ ایک علیحدہ ملک ہے جس میں جا کے احمدیت داخل ہو گئی ہے۔ مگر ہم ایسا نہیں کرتے اور بعینہ اس کو ملک قرار دیتے ہیں جس کو دنیا کے یونائٹڈ نیشنز کے قوانین کے مطابق علیحدہ ملک سمجھا جاسکتا ہے۔

حضور نے جماعت جرمنی کا خصوصیت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرچہ امسال وہ کسی نئے ملک کو جماعت میں داخل نہیں کر سکے مگر اس سے پہلے ان کا جو کام ہے وہ ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب میں نے دنیا کے مختلف ممالک کو ترغیب دی تھی کہ کوشش کریں کہ وہ اردگرد کے بعض ممالک میں احمدیت کا نفوذ کرنے میں کامیاب ہو سکیں تو نیک نیتی کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ بہت سے ممالک نے اپنے نام لکھوا دیئے تھے۔ مگر اگر کسی کو حقیقی توفیق ملی ہے تو وہ جرمنی ہے۔ جرمنی کے سپرد آٹھ ممالک کئے گئے تھے جن میں سے چھ ممالک کو وہ احمدیت میں داخل کر چکے ہیں، دو ابھی باقی ہیں۔ چیک ریپبلک (Czech Republic) اور سلووک ریپبلک (Slovak Republic) باقی ہیں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ امسال انشاء اللہ جماعت جرمنی کو یہ بھی توفیق مل جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر کرتے ہوئے رقیم پریس انگلستان اور مختلف ممالک میں قائم جدید مشینوں سے آراستہ جماعتی پریسوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس کے ذریعہ ہم بڑی کثرت سے لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔ اور ان جماعتی پریسوں کے روابط کے ذریعہ دوسرے اشاعتی اداروں سے بھی جماعتی کتب ارزاں قیمت پر شائع ہو رہی ہیں اور جو کام اپنے پریس میں نہیں ہو سکتا وہ باہر سے کروا لیا جاتا ہے۔

تراجم قرآن کریم : حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس وقت ۵۲ زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جا چکا ہے جو چھپ گیا ہے۔ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ۱۰۰ زبانوں تک بڑھانے کی توفیق عطا کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک وقت میں ان تراجم کے بارے میں بڑی تیزی سے قدم اٹھائے گئے۔ لیکن پھر سوچا گیا کہ یہ طریق مناسب نہیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ کے کام میں بے حد احتیاطیں ضروری ہیں، جلدی کی وجہ سے بعض تراجم میں بنیادی غلطیاں راہ پا گئیں۔ ان کو روک کر ان پر نظر ثانی کا پروگرام بنایا گیا۔ اس کام میں تاخیر ضروری تھی تا کہ اس عظیم کتاب کے ترجمے کا پورا حق ادا کیا جاسکے۔

حضور انور نے فرمایا دوران سال مندرجہ ذیل نئے تراجم طبع ہونے کے قریب ہیں یہ زبانیں ہیں کیکامبا، خمیر (کمبوڈیا)، کشمیری اور ہنگیرین زبان کا ترجمہ۔ اس کے علاوہ ۲۰ زبانوں میں ترجمے کا کام جاری ہے اور ۸ زبانوں میں ترجمہ جلد شروع کرنے کی تیاریاں مکمل ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب یہ تقریر شائع ہو گی تو ان زبانوں کے نام شائع کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ذیل میں ہم بغرض ریکارڈ زیر ترجمہ زبانوں کی فہرست ذیل میں شائع کر رہے ہیں :

۱- Balinese	انڈونیشیا	۱۱- Ashanti	(گھانا)
۲- Batakese	انڈونیشیا	۱۲- Waale	(گھانا)
۳- Sundanese	انڈونیشیا	۱۳- Kijaluo	(کینیا)
۴- Javanese	انڈونیشیا	۱۴- Hebrew	(کبابیر)
۵- Yao	(تنزانیہ)	۱۵- Wolof	(گیمبیا)
۶- Etsako	(نائجیریا)	۱۶- Mendenka	(گیمبیا)
۷- Burmese	(برما)	۱۷- Fula	(گیمبیا)
۸- Kiribati	(کیری باس)	۱۸- Catalan	(سپین)
۹- More	(بورکینا فاسو)	۱۹- Nepali	(نیپال)
۱۰- Creole	(گنی بساؤ)	۲۰- Kanri	(انڈیا)

جن آٹھ زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام انشاء اللہ جلد شروع کیا جائے گا ان کے اسماء یہ ہیں :

۱- Ndegereko	(تنزانیہ)	۵- Boule	(آئیوری کوسٹ)
۲- Kizalamu	(تنزانیہ)	۶- Beta	(آئیوری کوسٹ)
۳- Dagbani	(گھانا)	۷- Thai	(تھائی لینڈ)
۴- Jula	(آئیوری کوسٹ)	۸- Dogri	(انڈیا)

عالمی تبلیغی خدمات کے ضمن میں رسالوں کے ذریعہ خدمات کا حضور ایدہ اللہ نے ذکر فرمایا۔ اس میدان میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز، غانا، نائجیریا اور آئیوری کوسٹ میں نمایاں خدمات سر انجام دے رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اب روزنامہ الفضل بھی تبلیغ کا اہم ذریعہ بن چکا ہے۔ مثلاً تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں پاکستان سے ایک ٹریول ایجنٹ آیا جو جماعت احمدیہ کا بڑا مخالف تھا اور لڑکوں کو باہر بھجواتا تھا۔ ان لڑکوں میں سے ایک احمدی بھی تھا جو مرکز سے جا کر الفضل لے آتا تھا۔ ایجنٹ کے ڈر سے چھپ کر الفضل پڑھتا تھا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ پرچے اس ایجنٹ کے ہاتھ لگ گئے۔ اور اس نے ان کا مطالعہ کیا پھر وہ مرکز میں پہنچا اور زار و قطار روتا رہا کہ مجھے تو پتہ ہی نہ تھا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ میں تو بلاوجہ اس کی مخالفت کرتا رہا۔ الفضل کے مطالعہ نے اس کی کایا پلٹ دی۔ خدا کے فضل سے ہر جریدہ اہم خدمت بجا لا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دوران سال ۳۱۹۷۳ کی تعداد میں تراجم قرآن یہاں سے بھجوائے گئے۔ اور ایک لاکھ ۲۵ ہزار سے زائد کتب یہاں سے بھجوائی گئیں۔

پریس اینڈ پبلی کیشنز : حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب اس شعبے میں بڑی محنت سے خدمت کر رہے ہیں۔ اس شعبے کا کام یہ ہے کہ دنیا بھر کے پریس سے رابطہ کر کے جماعت احمدیہ کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے فوری جواب دیا جائے۔ اس کی لاتعداد شاخیں دنیا میں قائم ہو چکی ہیں۔ اور اب تو شاید ہی دنیا کا کوئی اخبار ہو جس کو احمدی لکھنے والے اپنی جائز ضرورت کے مطابق استعمال نہ کر رہے ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے نادار، ضرورتمندوں اور یتیموں کی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے لکھوکھہا ڈالرز صرف اس شعبہ میں خرچ ہوتے ہیں کہ ایسی غریب جماعتوں کی امداد کی جائے جن کو خواہش ہے کہ مسکینوں اور غریبوں کو کھانا کھلایا جائے اور ان کی امداد کی جائے مگر ان کو مالی طور پر اس کی توفیق نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے ہسپتالوں میں غریب اور نادار لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے آپریشن بھی مفت کئے جاتے ہیں۔ میڈیکل کیمپ لگانے کا رواج بھی جماعت میں قائم ہے۔ بڑے قابل سرجن اپنی خدمات بغیر کسی معاوضہ کے جماعت کو پیش کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ طبی امداد اور مفت علاج کے سلسلے میں بورکینا فاسو کی جماعت احمدیہ نے ۱۸ میڈیکل کیمپس لگائے، ۸ ہزار مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنکھ کا عطیہ دینے میں انڈونیشیا سرفہرست ہے۔ اس کے علاوہ خون کا عطیہ بھی خدمت خلق اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جرمنی کے خدام نے اس ضمن میں قابل ذکر خدمت انجام دی ہے۔ انہوں نے ۷ ہزار ۷ سو گھنٹے صرف کر کے مختلف شعبوں میں خدمت کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ خدام الاحمدیہ انگلستان اس معاملے میں دنیا بھر میں سبقت لے گئی ہے۔ یہ خدام مختلف میراتھان ریس کے مقابلے کرواتے ہیں اور وہ ساری رقم پھر خدمت خلق پر خرچ کرتے ہیں۔ امسال انہوں نے اس طرح سے ۲۵ ہزار پاؤنڈز کی رقم مہیا کی۔ مختلف ممالک کو امدادی سامان مہیا کرنے کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ سیرالیون کو ۳۵ ٹن امدادی سامان مہیا کیا گیا۔

گنی بساؤ کے گورنر کا اعلان حق : حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ گنی بساؤ کے ایک ریجن غائبو میں تین دیہات آگ لگنے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئے ان کو فوری خدمت کی ضرورت تھی جو خدا کی دی ہوئی توفیق سے جماعت احمدیہ نے فراہم کی۔ اس موقع پر ایسے عناصر بھی آ گئے جو اس موقع کو جماعت احمدیہ کی مخالفت کے اظہار کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسی اطلاعات جب گنی بساؤ کی خاتون گورنر عائشہ کمارا صاحبہ کو ملیں تو انہوں نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے صاف صاف کہا کہ اگر آپ نے مدد کرنی ہے تو کریں جماعت احمدیہ کے خلاف پراپیگنڈے کی ہرگز اجازت نہیں۔ جو فنڈز آپ کو ملتے ہیں اس کی نصف رقم تو آپ کی جیب میں چلی جاتی ہے اور پھر تم جو خدمت کرتے ہو وہ بھی جذبے سے عاری ہوتی ہے۔ انہوں نے انہیں کھل کر کہا کہ اگر تم نے خدمت کرنی ہے تو احمدی تم سے بہتر مسلمان ہیں ان سے طریق سیکھو۔

قیدیوں سے رابطے : حضور انور نے فرمایا کہ مختلف جیل خانوں میں جا جا کر احمدی ان کا حال دریافت کرتے ہیں۔ جیل کی انتظامیہ حیرت سے یہ دیکھتی ہے کہ ان قیدیوں کو تو ان کے اپنے رشتہ دار نہیں پوچھتے۔ تم کون ہو اور کس سیارے کی مخلوق ہو؟

نمائش بک سٹال : حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مختلف ممالک میں لگنے والی نمائشوں میں جماعت احمدیہ اپنا بک سٹال لگاتی ہے چنانچہ امسال مختلف ۱۴۰ نمائشوں میں بک سٹال لگائے گئے جہاں چار لاکھ سے زائد زائرین آ گئے۔ دو ہزار ۴۲۶ بک سٹال انکے علاوہ قائم کئے گئے جہاں ۱۶ لاکھ سے زائد زائرین آئے۔ ۲۹ بک فیئرز میں شرکت کی گئی جہاں ایک لاکھ سے زائد زائرین نے استفادہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ پریس از خود ان باتوں کا تفصیل سے ذکر کر رہا ہے۔

حضور انور کی کتاب : حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس جلسہ پر میری جو کتاب شائع ہوئی ہے اس کی اشاعت پر جماعت کے عہدیداروں نے ملکی پریس میں اس کی تشہیر کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ جس اللہ نے یہ کتاب مجھے لکھنے کی توفیق دی ہے وہ خود ہی اس کی تشہیر کے سامان بھی کرے گا۔ حضور نے فرمایا آج مسٹر ٹام کاکس کی تقریر آپ نے سن لی ہے۔ پارلیمنٹ کے اس ممبر میں اظہار حق کی کیسی جرأت

ہے۔ عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے کے باوجود انہوں نے کھل کر اس کتاب کی تائید کی۔ حضور نے فرمایا میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اتنی جلدی اس کتاب کے حق میں دلوں کو پھیر دے گا۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل : حضور انور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی شاندار اور عظیم الشان کارکردگی کا تفصیلاً ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے اب نئے سیٹلائٹ سسٹم کے دور میں داخل ہوگیا ہے۔ جو کمپنیاں اس میدان میں پہلے سے موجود تھیں وہ اعتراف کر رہی ہیں کہ جماعت احمدیہ نے جو خدمت اس میدان میں کی ہے وہ پہلے کسی نے نہیں کی۔ بہت سے جرائد جو سیٹلائٹ نظام کے متعلق لکھتے ہیں انہوں نے ایم ٹی اے کے بارے میں تعریفی ریمارکس دئے ہیں۔ مثال کے طور پر برٹش سکائی نیوز نے ایم ٹی اے کو Digital Transmission کے نظام میں مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ حضور نے بتایا کہ جنوری ۱۹۹۸ء میں مرکزی سٹوڈیوز کو اس ڈیجیٹل نظام سے لیس کر کے فعال کر دیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ۲۶/اپریل ۱۹۹۸ء سے نئے ٹرانس اٹلانٹک سیٹلائٹ کا اجراء ہوا ہے جو کہ پہلے سیٹلائٹ سے بہت بہتر ہے۔ پہلا سیٹلائٹ جس پر ہمارے پروگرام چل رہے تھے اب دن بدن خراب ہوتا جا رہا تھا اور ڈول رہا تھا۔ تاہم اس سے پانچ سال کا معاہدہ تھا اور ابھی اس سے الگ نہ ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا تصرف ایسا ہوا کہ کمپنی نے وہ سیٹلائٹ بیچ دیا اور انتظامیہ نے معذرت کی کہ مزید باقی عرصہ ہم آپ کے پروگرام جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ وہ عینہ وہ وقت تھا جب اس نئے اعلیٰ درجہ کے سیٹلائٹ کا آغاز ہوا۔ اور انہوں نے از خود ہم سے رابطہ کیا کہ ہمارے پاس چینل موجود ہے اس پر آجاؤ۔ خدا کے فضل سے اب ہم اس نئے سیٹلائٹ سے غیر معمولی استفادہ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ خدمت بھی رضاکارانہ طور پر انجام دی جا رہی ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جو لوگ اس کام کی تفاصیل جانتے ہیں وہی صحیح اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک ٹی وی سروس کو چوبیس گھنٹے چلانا کتنا مشکل کام ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے انگلستان کے ۱۰۰ رضاکار نوجوان بچے، لڑکے اور لڑکیاں اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ حضور نے ان سب کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

ایم ٹی اے سے استفادہ : حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایم ٹی اے احمدیت کو پھیلانے میں غیر معمولی خدمات بجا لا رہا ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے چند مثالی دلچسپ واقعات بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ امریکہ سے ایک احمدی خاتون نے لکھا کہ میری بھابی ایم ٹی اے کو دیکھ کر احمدی ہوئیں۔ کافی عرصہ گزرا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک گہرے گندے نالے میں گر گئی ہے اور ایک آدمی آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر نکالا۔ اس نے ایم ٹی اے پر میری تصویر دیکھی تو کہا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے گندے نالے سے کھینچ کر باہر نکالا تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جماعت نے اپنے چھاپہ خانہ رقیم پریس میں بہت سی ایسی کتب شائع کی ہیں جو انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں کی تھیں۔ اور اپنے ممالک میں ان کا شائع ہونا ممکن نہ تھا یا اخراجات زیادہ اٹھتے تھے۔ مثلاً قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ۔ اب اسے بہت بہتر بنا کر دوبارہ یہاں سے شائع کیا گیا ہے۔ تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ، جلد سوم، حضور انور کی تازہ کتاب .Revelation, Rationality, Knowledge & Truth یہ کتب رقیم پریس کے رابطوں کے نتیجہ میں شائع ہوئی ہے۔ رقیم پریس خود شائع نہیں کر رہا۔ اس کے علاوہ Islam's Response to Contemporary Issues کا فرانسیسی اور روسی زبان میں ترجمہ، Absolute Justice .... کا چینی ترجمہ اور عیسائیت کے بارہ میں حضور کی کتاب Christianity - a journey from facts to fiction کا نارویجئن اور سپینش زبان میں ترجمہ شائع ہوا جبکہ فرنچ ترجمہ زیر طبع ہے۔ حضور نے فرمایا غرضیکہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ عالمگیر دیگر دنیاوی علوم کی ترویج کا کام بھی کر رہی ہے۔

علم الابدان یعنی علم شفاء : حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ العلم علمان علم الادیان و علم الابدان کے ارشاد نبویؐ کے دوسرے حصہ پر بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق پا رہی ہے۔ یعنی علم شفاء پر۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ اس نے بکثرت اسپتال اور چھوٹے شفاخانے قائم کئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بڑے اسپتالوں کے قیام کا آغاز نصرت جہاں سکیم سے ہوا۔ اب اس وقت خدا کے فضل و کرم سے ۳۱ ہسپتالوں میں ۳۵ ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ ان میں پاکستان و ہندوستان کے اسپتال شامل نہیں ہیں۔

علم میں کوئی تعصب نہیں : حضور نے فرمایا کہ یہ طبی مراکز مروجہ ایلوپیتھک طریق علاج پر کام کرتے ہیں کیونکہ ان میں تشخیص اور دوا کی شناخت آسان ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ افریقہ میں ملیریا کثرت سے پھیلتا ہے۔ ہومیوپیتھک کے ذریعے دوا کا مؤثر استعمال آسان نہیں اور وہ محاورہ بھی صادق آسکتا ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ حضور نے فرمایا کسی طریق علاج کا تعصب نہیں ہے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ ہومیوپیتھی کا طریق علاج عمومی طور پر بہت بہتر ہے۔ مگر میں اس میں کسی تعصب سے کام نہیں لیتا۔ کونین اور اسکی نئی نئی شکلوں کا ملیریا میں بڑا فائدہ ہے۔ لہٰذا ان فوری اثر کرنے والی دواؤں کا ہمارے شفاخانوں میں بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہومیو علاج مشکل ضرور ہے لیکن میں لمبے عرصے سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہومیوپیتھی پر مسلسل لیکچر دے رہا ہوں اور یہ ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ ابتداء میں لیکچر سننے والوں کو ہومیوپیتھی کی الف ب کا بھی پتہ نہ تھا لوگوں کے دکھ دور کرنے کے لئے میں نے بڑی سر دردی مول لی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی محنت کرنے کے بعد اس میں کامیابی ہوئی۔

ہومیوپیتھی طریق علاج کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس کی خاص بات جو ایلوپیتھی میں ممکن نہیں ہے یہ ہے کہ نہایت کم خرچ طریق علاج ہے۔ جماعت احمدیہ ایسا طریق اختیار کر رہی ہے کہ بکثرت ایسی ڈسپنسریاں قائم کر دے جہاں کے لوگوں کو اپنے پلّے سے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہ پڑے۔ ہم ان کو ہومیوپیتھی کا طریق علاج بھی سمجھاتے ہیں اور دوائیں بھی مہیا کرتے ہیں۔

مرکز میں ہومیوپیتھی کا شعبہ : حضور نے فرمایا سب سے پہلے اس کام کیلئے مرکز میں ایک مرکزی شعبہ ڈاکٹر حفیظ احمد بھٹی صاحب، ان کی بیگم چھیری بیگم صاحبہ اور انکے بچوں کے سپرد ہے۔ تقریباً دو سال سے وہ اس سلسلے میں عملاً وقف ہیں۔ اور مسلسل تمام دنیا کی دواؤں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔ اور ان ادویات کو مختلف ممالک تک پہنچانے کے لئے ایک الگ شعبہ ان کی مدد کر رہا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم حتی الامکان ساری دنیا کو مفت علاج مہیا کر دیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ہو چکا ہے۔ اس کثرت سے شفاخانوں اور احمدی گھروں کو ادویات مہیا کر دی گئی ہیں کہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ یہ بھی اللہ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔ تمام دنیا کی طبی ضروریات مفت پوری کرنے کے لئے کوئی نظام کسی کے علم میں ہو تو بتائے۔

انڈونیشیا کا ذکر : حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا انڈونیشیا کا ذکر رہ گیا تھا۔ انڈونیشیا میں مکرم عبدالقیوم صاحب جو جماعت کے بہت ہی مخلص کارکن ہیں ان کی ذاتی کوشش سے یہ ممکن ہوا ہے کہ ہومیوپیتھی انڈونیشیا میں نافذ ہو سکی ہے۔ مکرم عبدالقیوم صاحب بہت قابل، اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ انہوں نے ہومیوپیتھی ڈسپنسریوں کا طریق معلوم کیا، اسے سمجھا اور پھر کہا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے انڈونیشیا میں پھیلاؤں۔ چنانچہ ان کا خاندان اور لجنہ اس کام میں مصروف ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انڈونیشیا میں ۹۳ ہومیو ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ انڈونیشیا میں بہت تیزی سے لوگوں کا اس طرف رجحان ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا میں تو اس وقت راضی ہوں گا جب ہر احمدی گھر شفاخانہ بن جائے تاکہ احمدیت کا فیض دنیا میں پھیلتا چلا جائے۔ اگرچہ ایم ٹی اے کے ذریعہ بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے مگر ہومیوپیتھی کے بارے میں کتاب کی اشاعت بھی ضروری تھی۔ پہلے جو کتاب شائع ہوئی اگرچہ اس سے بھی لوگوں نے استفادہ کیا مگر اس میں بہت خرابیاں تھیں۔ ایک بہت مخلص مخیر دوست نے اس کا سارا خرچہ ادا کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہ ان کا نام لیا جائے نہ انکے والدین کا۔ پھر سوال یہ ہے کہ اس کو بیچا کیوں جا رہا ہے؟ یہ اسلئے کہ اس سے جو رقم حاصل ہو گی اس سے ہم جو مفت ادویہ فراہم کر رہے ہیں اس کا خرچہ نکال لیں گے۔ ۹۰۰ صفحہ کی کتاب کی قیمت صرف ۵ پاؤنڈ رکھی گئی ہے۔ اس طرح سے ان صاحب کی خواہش دوہرے رنگ میں پوری ہو جائے گی کہ نہ صرف کتاب مہیا ہو گی بلکہ دوائیں بھی مہیا ہو جائیں گی۔

مدارس : حضور نے فرمایا کہ جماعت کے مدارس دو قسم کے ہیں۔ ایک خالصتاً دینی تعلیم دینے والے اور دوسرے دنیوی تعلیم دینے والے۔ خالص دینی تعلیم دینے والے مدارس میں جماعتیں بڑے جوش و خروش سے حصہ لے رہی ہیں اور نئے آنے والوں کی دینی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔

ہومیوپیتھی پر یقین کی مثالیں : حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہومیوپیتھی پر یقین قائم کرنے کے لئے چند نمونے کے واقعات پیش کرتا ہوں۔ ہمارے مربیان نے بتایا ہے کہ اسکے نتیجے میں جماعتی تعارف بڑھتا ہے اور جماعتی لٹریچر کی مانگ بھی بڑھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا مکرم حمید احمد ظفر صاحب سورینام سے لکھتے ہیں کہ ایک احمدی بہن کے رحم میں کینسر تھا۔ اس کے علاج کے طور پر رحم نکال دیا گیا۔ ایک سال کے بعد ان کے پھیپھڑوں میں کینسر پیدا ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے انہیں لاعلاج قرار دے دیا۔ مجھے لکھا گیا تو میں نے نسخہ بھیجا۔ خدا کے فضل کے ساتھ کینسر کے تمام آثار دور ہو گئے۔ کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا۔

ایک عورت کے رحم میں بڑی سی رسولی تھی۔ اس کا آپریشن تجویز ہوا۔ اس کو میرا نسخہ استعمال کروایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیر آپریشن کے رسولی دور ہو گئی۔ اور دو ہفتے کے بعد رسولی کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

ایک شخص کو ۱۸ سال سے شدید دمہ تھا۔ اس کو میرا نسخہ استعمال کروایا گیا۔ خدا کے فضل سے دمہ کلیۃً رفع ہو گیا۔ ایک شخص کو کئی سال سے کمر میں درد تھا۔ اسکو میری تجویز کردہ ہومیو دوائی دی گئی تو بیس سالہ دمہ کلیۃً رفع ہو گیا۔

حضور انور نے گھانا کی بعض مثالیں بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ ایک احمدی دوست کو خونی بواسیر تھی۔ تین آپریشن ہو چکے تھے۔ اسے میرا نسخہ دیا گیا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل شفا ہو گئی۔ ایک پچاس سالہ شخص کو لوگ اٹھا کر لائے۔ وہ درد سے کراہ رہا تھا اس کو بھی میرا مجوزہ نسخہ دیا گیا۔ خدا کے فضل سے چند منٹ میں درد کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ خدا کے فضل سے خود چل کر واپس گیا۔ ایک عورت جس کی نکسیر بند نہیں ہوتی تھی۔ لوگوں نے اس کا نام جادوگرنی رکھ دیا۔ اس کو میلی فولیم اور فاسفورس استعمال کروائی گئی۔ چند دنوں میں آرام آگیا۔ حضور نے فرمایا چوہدری شبیر احمد صاحب کو یہ تکلیف تھی ان کو بھی آرام آگیا۔ محترم چوہدری صاحب اس وقت سٹیج پر موجود تھے۔ حضور کے دریافت کرنے پر انہوں نے حضور ایدہ اللہ کی تائید کی۔ یرقان کی ایک لاعلاج قرار دی گئی مریضہ آئی جسکی حالت مُردوں کی سی تھی گویا مردہ لایا گیا۔ اسکا ہومیوپیتھی علاج کروایا گیا تو گویا زندہ ہو کر واپس گئی۔

حضور نے فرمایا شادی کے بعد اولاد نہ ہونے، نرینہ اولاد نہ ہونے، جوڑوں کے درد وغیرہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے شفایابی حاصل ہو گئی۔ حضور نے فرمایا یہ مثالیں میں آپکے ازدیاد علم اور یقین کی خاطر بیان کر رہا ہوں۔ آپ کا اس بارہ میں علم بڑھے گا تو آپ پوری تسلی سے ہومیوپیتھی علاج کی طرف متوجہ ہونگے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

اسلامی مساوات اور جماعت احمدیہ

مکرم محمد یوسف صاحب انور
(منتظم عمومی مجلس انصار اللہ قادیان)

قرآن مجید میں مساوات کی تعلیم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَآ یُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِيْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ (النسآء :۲)

دوسری جگہ فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَا رَفُوْا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ" (سورۃ الحجرات)

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ تمام نسل انسانی کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے سب انسان ایک ہیں رسول کریم صلعم نے ان آیات کی تفسیر ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

(بیہقی کتاب شعب الایمان)

ترجمہ :۔ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے طور پر ہے پس جو اللہ تعالیٰ کے عیال سے حسن سلوک کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔

اس سلسلہ میں آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو بے نظیر تعلیم دی ہے وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

"اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ سنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر کوئی فضیلت ہے اور کسی سیاہ فام کو سرخ پر سوائے تقویٰ کی بنیاد کے (مسند احمد بن حنبل)

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب "پیغام صلح" میں فرماتے ہیں :۔

"یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہے ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اُسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں :۔ ہم سب کیا مسلمان کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو"

یاد رکھنا چاہیئے کہ مساوات کے بارہ میں اسلامی تعلیم اپنے وسیع معنوں میں تمام دنیا پر حاوی ہے اور بحیثیت انسان ایک انسان دوسرے انسان میں کوئی فرق نہیں سب انسان برابر ہیں۔

مذہب اسلام کے نزدیک عہدوں کی تقسیم رنگ و نسل یا مال و دولت یا حسب و نسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اہلیت کی بنیاد پر ہونی چاہیئے۔

آنحضرت ﷺ نے بعض جلیل القدر صحابہ کی موجودگی میں زید بن حارثہؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اس لئے کہ جنگی قابلیت کے لحاظ سے ان کو بہتر پایا بعض لوگوں نے اعتراض کیا مگر آپؐ نے فرمایا کہ "تم اُسامہ کی امارت پر نکتہ چینی کرتے ہو اور اس سے پہلے بھی اس کے باپ زید پر نکتہ چینی کر چکے ہو۔ خدا کی قسم جس طرح اس کا باپ امارت کا اہل تھا اور مجھے بہت محبوب تھا اس طرح اس کا بیٹا بھی امارت کا اہل ہے اور مجھے محبوب ہے"۔

عدالتی امور میں مساوات

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء)

مذہب اسلام کے نزدیک مقدمات کے فیصلوں میں صرف عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ سفارش عہدہ ۔ رشوخ۔ خاندان یا کسی بھی اور امر کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ سے قرآن کریم کی اس تعلیم کی فعلی شہادت نمایاں نظر آتی ہے۔

ایک دفعہ قبیلہ بنی مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی اُسامہ بن زید کو جن سے حضور بہت محبت رکھتے تھے بعض لوگوں نے حضور صلعم کی خدمت میں اس کی سفارش کیلئے بھجوایا۔ آپؐ نے فرمایا :۔ اے اُسامہ کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو پھر آپ کھڑے ہو گئے اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم سے پہلی امتیں اس لئے ہلاک اور گمراہ ہو گئیں کہ جب کوئی معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو اُسے درگزر کرتے اور چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور اور بے سہارا جرم کرتا تو اُسے سزا دیتے خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی چوری کرتی تو میں اُس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا

(بخاری کتاب الحدود)

اجتماعی زندگی میں مساوات

آنحضرت صلعم ہر موقع پر مساوات کو مدنظر رکھتے تھے ایک دفعہ سفر کے دوران صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا اور سب نے کچھ نہ کچھ کام اپنے ذمہ لیا حضور نے اپنے ذمہ لکڑی لانے کا کام لیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ کام ہم خود کر لیں گے فرمایا کہ یہ سچ ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ میں اپنے کو تم سے ممتاز کروں۔ خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں میں ممتاز بنتا ہے۔ (زرقانی)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے گھر میں حضورؐ تشریف لائے پینے کیلئے پانی مانگا میں نے بکری کا دودھ پیش کیا مجلس کی ترتیب یہ تھی حضرت ابو بکرؓ بائیں جانب حضرت عمرؓ سامنے اور ایک بدوی داہنی جانب تھا آپؐ نے جب دودھ نوش فرما لیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف اشارہ کیا کہ بقیہ ان کو دے دیا جائے لیکن حضورؐ نے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا کہ داہنی طرف والے کا حق مقدم ہے۔

موجودہ دور میں اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود اپنے آقا و مطاع حضور کے رنگ میں پوری طرح رنگین تھے آپؑ مساواتِ اسلامی کا کامل نمونہ تھے۔ نشست و برخاست میں غرض کسی معاملہ میں ایک لمحہ کیلئے بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ آپ اپنے نفس کو دوسروں پر کسی قسم کی بھی برتری دینا چاہتے ہیں۔

حضرت مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

باہر مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتے ہیں۔ جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے۔ میں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں۔ بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہے اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اس حقدار کی طرف اشارہ کیا ہے"۔

آپ کی مجلس میں گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع کر دیتا اور وہ کیسی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ حاضرین سنتے سنتے اکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحہ کیلئے بھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ اور خوگر تھا ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے آپ سے گفتگو کرتے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آپؑ سے کہا کہ آپ کی مجلس میں ادب نہیں۔ لوگ بے محابہ بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا۔ میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندے سے ڈرتے ہیں۔ اور میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں میں تو بت پرستی کے دور کرنے کو آیا ہوں۔ نہ یہ کہ میں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ 26-27۔)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :۔ "میں نہیں جانتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔

خدا جانتا ہے کہ کون بڑا ہے اور چھوٹا کون۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے جس سے دُکھ پہنچے۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 36)

بنی نوع انسان سے ہمدردی اور اخوت

بنی نوع انسان سے حسن سلوک ہمدردی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے دلوں کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ 1400 سال پہلے آنحضرت صلعم نے عرب کی سرزمین پر ایک روحانی انقلاب بپا کیا اور ریگستان اور بنجر زمین کو ایسا سیراب اور گلزار بنایا کہ دینی دنیاوی لحاظ سے اُس قوم کو مالا مال کیا وہ نہ صرف پستی سے انسان بلکہ خدا نما انسان بن گئے لیکن یہ کام کسی تلوار یا بندوق نے نہیں کیا صرف حسن خلق اور ہمدردی سے ہوا ہے۔

آپؐ اپنی قوم کیلئے باوجود اس کے کہ وہ آپ کو گالیاں دیتے پتھر پھینکتے آپ کو ہر طرح سے تنگ کرتے مگر آپؐ دن رات اُن کیلئے خدا کے حضور گریہ وزاری کر کے دُعا کرتے اے خدا ان کو نیک ہدایت دے کبھی بھی بد دُعا نہ کرتے ہاں وہ لوگ جنہوں نے آپؐ اور آپ کے ساتھیوں کو شعب ابی طالب میں تین سال محصور کر رکھا تھا ایک دفعہ جب خدا نے اُن کی

شرارتوں کی وجہ سے مکہ میں قحط کا عذاب نازل کیا تو لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے لگ گئے اُس وقت ابو سفیان نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی محمدؐ! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ خدا سے دُعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ سبحان اللہ آپؐ نے فوراً دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور حضورؐ کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس مصیبت سے نجات دی (بخاری تفسیر سورہ دخان) جنگ اُحد میں آپؐ کے دندان مبارک کو زخمی کیا گیا اور آپؐ کی جبین مبارک لہولہان ہو گئی مگر ان سب حملوں کا وار آپ نے جس سپر پر روکا وہ صرف یہ دُعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ طائف کا واقعہ بھی اظہر من الشمس کی طرح تاریخ میں ہے کہ آپؐ نے کیا اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اُس وقت پیش فرمایا۔ آپ اپنی قوم کے غم میں اسقدر فکر مند رہتے کہ رات دن دُعائیں اسقدر فرماتے کہ خدا نے بھی فرمایا۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء) کہ اے محمدؐ کہیں تم اس بات پر کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال دو۔ اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بانی جماعت احمدیہؑ نے بھی کمال ہمدردی کا نمونہ دکھایا ہے۔

حضرت مولوی عبد الکریمؓ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے حضورؑ کو علیحدگی میں دُعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گیا کہ آپؑ کی دُعا میں اسقدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کیلئے دُعا فرما رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

(بحوالہ اسلامی معاشرہ مؤلفہ مرزا مبارک احمد صاحب)

اخوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس سلسلہ میں اپنے حبیب آنحضرت ﷺ کی محبت کا یوں نقشہ کھینچا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

(التوبہ آیت 128)

اس آیت میں مسلم غیر مسلم دونوں مخاطب ہیں غیروں کو بتایا گیا ہے کہ تمہارا کسی تکلیف میں پڑنا ہمارے رسول کیلئے دُکھ کا باعث ہوتا ہے تمہاری ساری ایذا دہی اور مخالفت کے باوجود اس کا دل جو انسانی ہمدردی اور اخوت کے دودھ سے لبریز ہے تمہاری تکلیف سے رنجیدہ اور غم سے غمگین ہوتا ہے۔

اس کے دل سے انسانی اخوت کا وہ شیریں چشمہ بہ رہا ہے کہ تمہاری ساری مخالفت اس کو گدلا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

آج بھی اس دور میں اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے جب سے جماعت معرض وجود میں آئی ہے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عمل پیرا ہے خود بانی جماعت احمدیہ کے وقت میں بھی مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کے ایسے حسین اور دلکش نظارے کتابوں میں محفوظ ہیں کہ پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے آپ کے بعد آپ کے جانشین خلفاء کرام کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا ہے خاص طور پر خلافت رابعہ میں جبکہ دنیا بہت ترقی کر چکی ہے اور نئی نئی ایجادیں ہو رہی ہیں جن سے بھر پور فائدہ اٹھا کر جماعت احمدیہ مخلوق خدا کی بھلائی و ہمدردی کیلئے جان توڑ کر دن رات کوشش میں لگی ہوئی ہے خلافت رابعہ کے دور میں خاص طور پر جو تحریکات اس سلسلہ میں وجود میں آئی ہیں ان میں 13 جون 1982 کو فلسطینی مسلمانوں کیلئے خصوصی دُعا کی تحریک۔

9 اکتوبر 1984 بیوت الحمد کالونی غریبوں اور یتامیٰ کیلئے تحریک۔

15 دسمبر 1982 امریکہ میں 5 مشن اور مساجد کی تحریک۔

12 جولائی 1983 کو غربا کو عید الفطر کی خوشی میں شامل کرنے کی تحریک۔

22 اگست 1986 کو تحریک شدھی کے خلاف تبلیغی جہاد از سر نو۔

17 اکتوبر 1986 کو زلزلہ سے متاثر لوگوں کی امداد کی تحریک۔

2 جون 1989 کو سیر الیون کی مفلوک الحالی دور ہونے کیلئے دُعا کی تحریک۔

جون 1990 ایران میں زلزلہ کی وجہ سے مالی تحریک۔

3 اگست 1990 کو خلیج کیلئے دُعا کی تحریک۔

غرضیکہ متعدد تحریکات ہیں جن کا صرف صرف مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور دلجوئی کی جائے اور انہیں صراط المستقیم پر لایا جائے جماعت احمدیہ اکناف عالم میں خدمت خلق کے کام بلا لحاظ مذہب و ملت سر انجام دیتی چلی آرہی ہے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں اور غیر از جماعت ذی اثر افراد نے اور اخباروں نے اس کا برملا اظہار بھی کیا ہے مثال کے طور پر جب بوسنیا میں فسادات ہوئے تو جماعت کے خدام نے پیارے آقا کے ارشاد پر وہاں عوام سے ہمدردی کا اظہار کیا اور اناج دوائیاں وغیرہ تقسیم کیں۔ جاپان میں جب زلزلہ آیا تو کئی ماہ راشن وغیرہ تقسیم کیا۔ جس کی رپورٹ وہاں کے اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔

جب بہار میں ہندو مسلم فسادات 1989 میں ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان حالات کی رپورٹ موصول ہونے پر ازراہ شفقت دونوں قوموں کے اس زد میں آنے والے افراد کو امداد کی منظوری دے دی۔

بے گھر مسلمانوں کیلئے طاہر کالونی اور بے گھر ہندوؤں کیلئے کرشن کالونی بنائی گئی۔ جب بمبئی میں ہندو مسلم فسادات ہوئے تو وہاں بھی پارچات کے علاوہ کچھ رقم بھی ہندو مسلم افراد کے مابین تقسیم کی گئی۔

پیشوایان مذاہب کے جلسے

جماعت احمدیہ قوموں میں اتحاد و محبت پیدا کرنے کیلئے ایک مدت سے اس قسم کے جلسے منعقد کرتی چلی آرہی ہے۔ اور ہر سال ہر ملک میں اس قسم کے جلسے کیے جاتے ہیں۔ تاکہ قوموں کے درمیان اتحاد ہو اور منافرت دور ہو سکے حضرت بانی جماعت احمدیہ اس سلسلہ میں کیا خوب فرماتے ہیں "یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت و عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول قرآن کریم نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں (تحفہ قیصریہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں "جماعت کو ایسے صاحب اخلاق لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر حال میں بنی نوع انسان کیلئے نرم گوشہ رکھتے ہوں اپنوں کیلئے بھی اور غیروں کیلئے بھی بدکلامی ان کے قریب تک نہ آئے اور دل کی سختی سے نا آشنا ہوں خوبصورت گفتگو احسن کلام اور نرم دل سے ہر طرف نگاہ کرنا ان کی فطرت ہو۔ اور اگر یہ فطرت نہیں ہے تو اسے بنانے کی کوشش کرو۔ یہ وہ دوسری ضروری بات ہے جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سیکھو۔ توکل خدا پر رکھو مگر غلامی محمد مصطفیٰ کی اختیار کرو اور اس کے نمونہ پر چلو تو از خود تم لوگوں کیلئے جاذب نظر ہو جاؤ گے۔ جاذب قلب و نظر ہو جاؤ گے"۔

(بحوالہ 28 مارچ 1997)

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی کی تجاویز مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کی حفاظت کا انتظام:۔

شملہ میں 7 ستمبر 1927 کو تمام قوموں کے لیڈروں کی جو کانفرنس مسئلہ اتحاد کے متعلق غور و خوض کرنے کیلئے منعقد ہوئی اور جس میں خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ کو بھی شریک ہونے کیلئے مدعو کیا گیا تھا اس میں حضور نے 20 امور ایسے پیش فرمائے جن پر عمل کرنا اتحاد کیلئے ضروری ہے ان میں بعض کا ترجمہ اس طرح ہے۔

ا۔ ہر جماعت کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی اور دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی پوری آزادی ہونی چاہئے لیکن ناجائز ذرائع نہیں استعمال کرنے چاہئیں۔

۲۔ کسی جماعت کے مذہب یا بانی مذہب یا دوسرے پاک بازلوگوں کے متعلق جن کو کوئی فرقہ قابل تعظیم سمجھتا ہو گندی اور معاندانہ تحریرات اور تقریروں کا سدباب ہونا چاہئے۔

۳۔ ہر قوم کو مکمل آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے افراد کی اقتصادی اصلاح کر سکے اور کہ ان کو کاروبار کرنے یا دوکانیں کھولنے کی ترغیب دے۔ اور ان کی سرپرستی کرے۔

۴۔ کسی قوم کے مذہبی یا سوشل عقائد سے کوئی تعرض نہیں ہونا چاہئے۔

۵۔ مذہبی امور میں مکمل آزادی ہونی چاہئے۔ اور اس اصل کو ہندو مسلم اتحاد کا ایک ضروری جزو قرار دینا چاہئے۔

۶۔ مسلمان تعلیم میں پیچھے ہیں اس لئے سرکاری ملازمتوں میں وہ اپنا جائز حصہ حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کے راستے میں بجائے مدد کے روڑے اٹکائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام ترقیوں کے دروازے عملی طور پر بند ہو گئے ہیں۔ اس لئے مطالبہ یہ ہے کہ جہاں تک ہمسایہ اقوام کی طاقت ہے اس معاملہ میں تناسب کے لحاظ سے مسلمانوں کو سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔

۷۔ یہ بات بطور اصل تسلیم کی جائے کہ جس صوبے میں جو قوم زیادہ تعداد میں ہو وہ کونسل میں قلیل تعداد نہ رکھے اور جب کسی قلیل التعداد قوم کو خاص مراعات دینا ہوں تو یہ مذکورہ بالا اصول کے عین مطابق کیا جائے۔

۸۔ یونیورسٹیوں کے بارہ میں بھی یہی اصل ہونا چاہئے کیونکہ یہ ضروری ہے کہ ہر صوبہ کی ذہنی بالیدگی ایسی قوم کے سپرد کی جائے جس کی تعداد اس صوبہ میں زیادہ ہو وغیرہ وغیرہ۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا برملا اظہار

اخبار ہمدرد دہلی 26 ستمبر 1927 لکھتا ہے "ناشکر گذاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاسیات میں دلچسپی لے رہے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی تنظیم تبلیغ و تجارت میں بھی انتہائی جدوجہد سے منہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقہ کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کیلئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمات اسلام کے بلند بانگ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہوگا جن احباب کو جماعت قادیان کے اس جلسہ عام میں جس میں مرزا صاحب موصوف نے اپنے عزائم و طریق کار پر اظہار خیالات فرمایا شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ ہمارے خیال کی تائید کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اخبار مشرق لکھتا ہے:۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے احسانات

جناب امام جماعت احمدیہ کے احسانات عام مسلمانوں پر ہیں آپ ہی کی تحریک سے ورتمان پر مقدمہ چلا آپ ہی کی جماعت نے رنگیلا رسول کے معاملہ کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی اور جیل خانہ جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف و عدل کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کر لیا۔ مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا۔ اور لکھ دیا کہ اس پوسٹر کی ضبطی محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے اور اس کا تدارک نہایت ہی عادلانہ فیصلے سے کر دیا۔ اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 24th September 98 Issue No : 39

بقیہ صفحہ : (اوّل)

چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پُرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو رُوحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اُس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بے سُود ہے وہ زندگی جو نفع رسان نہیں اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں۔ (تریاق القلوب صـ۷ تا ۱۰ ایڈیشن نومبر ۱۹۷۹ء ربوہ)

بقیہ صفحہ : (2)

انسان بننے کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دل اور بصیرت قلبی کیلئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔ اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صـ۹۱-۹۲)

اسی طرح آپ اپنے منظوم کلام میں قرآن مجید کی یکتائی و دلربائی کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں :-

نُورِ فرقان ہے جو سب نُوروں سے اجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

آئندہ گفتگو میں ہم انشاء اللہ اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ "وحدتِ ادیان" کی جو تحریک بعض لوگوں کی طرف سے چلائی جا رہی ہے تو کیا قرآن مجید کے علاوہ دیگر کتب مقدسہ اس وحدت کو تسلیم بھی کرتی ہیں یا نہیں؟

(منیر احمد خادم)

باقی

بقیہ صفحہ : (۱۱)

ہو رہے ہیں صرف ایک احمدی جماعت ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمیعت سے مرعوب نہیں ہے اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔ مسلم پولٹیکل جماعت جو لندن میں بنائی گئی ہے یہ مسلم لیگ کی طرح مٹ جانے والی اور تباہ ہونے والی چیز نہ ہو گی۔ کہ مسلمانان ہند نے لیگ کا اثر ولایت تک بڑھایا لیکن جب ہندوستان کی نیشنل کانگریس میں لیگ جذب ہو گئی تو آنریبل سید امیر علی کو دودھ کی مکھی کی طرح الگ کر دیا۔

اخبار مشرق 22 دسمبر 1927

اسی طرح ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے اخبار تنظیم امرتسر میں تفصیل سے جماعت احمدیہ کی تبلیغی نظام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کا اعتراف احسن رنگ میں شائع ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو

اخبار تنظیم 28 دسمبر 1926

جماعت احمدیہ کی شروع سے ہی یہ کوشش رہی ہے پیشوایان مذاہب کا احترام ہو۔ مذہبی کتب اور مذہبی عبادت گاہوں کی تعظیم کی جائے دنیا میں امن اور شانتی قائم ہو اور ہر قسم کی منافرت فتنے جھگڑے ختم ہوں ملکوں میں آپسی اتحاد ہو۔ غربت دور ہو۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کا ایم ٹی اے چینل دن رات اس خدمت میں لگا ہوا ہے۔ 24 گھنٹے کی نشریات جاری و ساری ہیں۔

تبلیغی و تربیتی امور کے علاوہ ہومیوپیتھی کلاس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خود بنفس نفیس لیتے ہیں۔ اور اکناف عالم کو مفید مشورے عنایت فرما رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ مختلف زبانیں سکھانے کا بھی انتظام ہے۔ قرآن مجید ناظرہ با ترجمہ بھی سکھانے کا انتظام ہے دیگر مفید اور معلوماتی پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ماٹو یہی ہے "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

انسانیت زندہ باد۔ پیشوایان مذاہب زندہ باد

(تعاون زعامت انصار اللہ۔ قادیان)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE-SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT.
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

دعاؤں کے طالب :
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پُرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS

☎ : CITY SHOWROOM: 27-2185/26-9893 WAREHOUSE: 343- 4006/4137 RESIDENCE: 26-2096/4696/27-8749 FAX: 91-33-27-1027